115

محدث

وداعیا الی اللہ باذنہ
وسراجا منیرا

مجلس التحقیق الاسلامی

مدیر اعلیٰ
حافظ عبدالرحمن مدنی

ماہنامہ محدث لاہور

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیر اَعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی **مُدیر:** ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ہی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے - جس کا نام محدث تھا- کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیمِ ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین ودانشور حافظ عبدالرحمٰن مدنی حفظہ اللہ نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ ۱۹۷۰ء سے اب تک کامیابی وکامرانی سے شائع ہورہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم وفضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰روپے زرِ سالانہ: ۲۰۰روپے بیرون ملک: ۲۰ڈالر

بذریعہ منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ ۲۰۰روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی وتحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔ **ایڈریس:** ماہنامہ محدث، ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰

فون نمبر: 042 - 3586639 / 35866476 **موبائل:** 0305 - 4600861

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.mohaddis.com __ www.kitabosunnat.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

☜ عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

☜ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

☜ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

☜ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

☜ آئین و سیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

☜ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمائیے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ!

کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

magazine.mohaddis.com

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

ماہنامہ **محدّث** لاہور

مدیرِ اعلیٰ: حافظ عبدالرحمٰن مدنی

مدیر معاون: اکرام اللہ ساجد

جلد ۱۳ | رجب المرجب ۱۴۰۳ھ (مطابق مئی ۸۳ء) | عدد ۷

فہرست مضامین

فکر و نظر:

۱۔ إِنِّی أَرَی فِی الْمَنَامِ — اکرام اللہ ساجد — ۲

مقالات:

۲۔ آئینۂ توحید — امیر محمد بن اسماعیل صنعانی (ترجمہ مولانا سیف الرحمٰن الفلاح) — ۱۷

تحقیق و تنقید:

۳۔ غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارنا .... ایک علمی جائزہ — جناب حافظ صلاح الدین صاحب یوسف — ۲۶
۴۔ معراج النبیؐ پر کیے گئے اعتراضات کا علمی جائزہ — جناب عبدالرؤف ظفر صاحب — ۳۷

تاریخ و سیر:

۵۔ برصغیر پاک و ہند میں علم حدیث — جناب عبدالرشید عراقی — ۴۱

شعر و ادب:

۶۔ دُعا — مولانا عبدالرحمٰن عاجز — ۴۵

ناشر: حافظ عبدالرحمٰن مدنی — طابع: چودھری رشید احمد — مطبع: مکتبہ جدید پریس، ۴۔ شارع فاطمہ جناح، لاہور
دفتر رابطہ: ۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن لاہور ۱۴ — زر سالانہ: ۲۰/- روپے — فی مجلہ: ۲/ روپے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

فکر و نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنِّی اَرٰی فِی الْمَنَامِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

"بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِخَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِي كَفِّي سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَيَّ فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ الَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَاءَ وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ"

(بخاری ومسلم)

"اس دوران جب کہ میں سویا ہوا تھا (یعنی خواب میں) مَیں زمین کے خزانوں پر لایا گیا اور میری ہتھیلی میں سونے کے دو کڑے رکھے گئے، جو مجھے بوجھل محسوس ہوتے تو میری طرف وحی کی گئی، ان پر پھونک ماریے، پس جب میں نے ان پر پھونکا تو یہ اڑ گئے ــــــ میں نے (اپنے اس خواب کی) تعبیر یہ کی کہ یہ (کڑے) دو جھوٹے (مدعیانِ نبوت) ہیں جن میں سے ایک تو صاحبِ صنعاء (اسود عنسی) ہے اور دوسرا صاحبِ یمامہ (مسیلمہ کذّاب) ہے!"

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک خواب، جس کا مضمون اگرچہ قرآنِ مجید میں مذکور نہیں، تاہم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اس کی تصدیق فرمائی کہ:

"لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

لَا تَخَافُوْنَ ۔ الآیة!" (الفتح : ۲۷)

"اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ؐ کا خواب سچا کر دکھلایا کہ تم لوگ مسجد حرام میں امن و امان کے ساتھ ان شاء اللہ ضرور داخل ہو گے، اس حالت میں کہ تم سر منڈوائے اور بال ترشوائے ہو گے اور تم کو کسی قسم کا کوئی خوف (لاحق) نہ ہو گا!"

——— اور یوسف ؑ کا خواب، جو آپ ؑ نے اپنے والدِ ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان فرمایا، قرآن مجید میں یوں مذکور ہے:

"یٰاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ" (یوسف ۴)

"ابا جان، میں نے دیکھا کہ گیارہ ستارے، سورج اور چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں!"

جس کی تعبیر بھی یوسف ؑ نے خود ہی بیان فرمائی ۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

"وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا وَقَالَ یٰاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا!"

(یوسف : ۱۰۰)

کہ "یوسف ؑ نے اپنے والدین کو (اپنے ساتھ) تخت پر بٹھایا اور آپ کے بھائی آپ کے سامنے (تعظیماً) سجدہ میں گر گئے تو یوسف ؑ نے فرمایا، "ابا جان، یہ ہے میرے اس خواب کی تعبیر، جس کا اس سے قبل (میں آپ سے ذکر کر چکا ہوں) اور جسے اللہ تعالیٰ نے سچا کر دکھایا ہے!"

قرآن مجید میں حضرت ابراہیم ؑ کا خواب بھی مذکور ہے، جب انہوں نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل ؑ سے فرمایا تھا:

"یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی۔ قَالَ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ" (صافات : ۱۰۲)

"اے میرے لختِ جگر، میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں، پس بتا، تیری کیا رائے ہے؟" ——— اسماعیل ؑ نے فرمایا، "ابا جان!

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

آپ کو جس بات کا حکم دیا گیا ہے، کر گزریئے، آپ یقیناً مجھے صابر و شاکر پائیں گے!"

پھر اس کے بعد قرآن مجید میں اس خواب کی تعبیر یوں مذکور ہے:

"فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ۔ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۔ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ۔ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ۔ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ!" (صافات: ۱۰۸)

"پھر جب باپ بیٹا دونوں فرمانبرداری پر مستعد ہوئے ـــــ اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا، تو ہم نے اسے پکارا "اے ابراہیم (ہاتھ روک لیجئے) آپ نے اپنا خواب سچا کر دکھایا، ہم نیکوں کو اسی طرح جزا دیا کرتے ہیں ۔ یقیناً یہ ایک بہت بڑی آزمائش تھی (جس میں آپ پورے اترے) اور ہم نے اس کے بدلہ میں بڑی قربانی دی اور ہم نے اسے پچھلوں کے لیے آپ کا ورثہ اور ترکہ بنا دیا!"

کتاب و سنت سے یہ خواب اور ان کی تعبیر نقل کرنے سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خواب سچے اور یقینی ہوتے ہیں ـــــ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلے خواب میں جھوٹے مدعیانِ نبوت کا ذکر ہے جو قتل کر دیے گئے ـــــ آپؐ کے دوسرے خواب میں، جس کی تصدیق قرآن مجید نے فرمائی ہے، فتح مکہ کی خوشخبری سنائی گئی ہے ـــــ چنانچہ یہ مسلّمہ تاریخی حقائق ہیں اور تمام مسلمانوں کا ان پر اتفاق ہے!

یوسفؑ کا خواب بھی بالکل سچا ثابت ہوا ـــــ اور (آخری) حضرت ابراہیمؑ کا خواب تو ایسا خواب ہے جو نہ صرف رؤیائے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے صدق پر دال ہے بلکہ اس بات کا ثبوت بھی کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خواب حجت ہوتے ہیں اور وحی کی ایک قسم! ـــــ ذرا غور تو فرمائیے، اللہ تعالیٰ کا ایک برگزیدہ بندہ خواب میں اپنے اکلوتے بیٹے کو ذبح کرتے ہوئے دیکھتا ہے ـــــ اور پھر وہ محض اس خواب کی بنا پر

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اپنے لختِ جگر کو زمین پر لٹا کر اس کی گردن پر چھری چلا دیتا ہے ——— اللہ، اللہ، یہ یقین و اعتماد! ——— کوئی شخص یہ تصور تک نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے بدترین دشمن کی بھی جان لینے پر محض اس لیے تل جائے کہ خواب میں اس نے یہ منظر دیکھا ہے، لہٰذا وہ اس کا حقدار اور یہ خواب اس کے لیے حجت ہے ——— نہیں، بلکہ اگر وہ ایسا کرے گا تو قصاص میں خود بھی قتل کیا جائے گا ——— لیکن یہاں کوئی عدوِ جاں نہیں، اپنے جگر کا ٹکڑا، اپنی حقیقی اولاد ہے ——— اور ذرا اس غلامِ حلیم (اسماعیلؑ) کا یقین و اعتماد بھی ملاحظہ ہو کہ "اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ" کے جواب میں یوں گویا ہوتا ہے:

"یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ" ——— یعنی وہ اس "رؤیت فی المنام" کو امرِ الٰہی سے تعبیر کر رہا ہے ——— پھر معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہو جاتا، اس خواب کو نہ صرف حقیقت کا رنگ دیا جاتا ہے کہ باپ بیٹا دونوں مستعد ہو کر ذبح کرنے اور ذبح ہونے کے صبر آزما مراحل سے گزرتے ہیں، بلکہ خدائے عزوجل خواب کی اس تعبیر کی تصدیق "قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْیَا" کے الفاظ سے فرمانے کے علاوہ اس عظیم قربانی کو شرفِ قبولیت سے بھی نوازتے ہیں ——— ہاں مگر، یہ تو اس کا کرم ہے کہ جان بھی نہ گئی، امتحان بھی لے لیا، امتحان میں کامیابی کی سند بھی عطا فرمائی اور "اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ" کا اعلان بھی فرما دیا!

——— اور کیا اسی پر بس ہے؟ ——— نہیں، بلکہ "اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ" کی بنیاد پر اس سنت کا اجراء ہوا جو تا قیامت اس عظیم واقعہ کی یاد ہر سال تازہ کرتی رہے گی!

دینِ اسلام انسانی زندگی کے تمام لمحات میں اپنے ماننے والوں کی راہنمائی فرماتا ہے، حتیٰ کہ بیداری و خواب کے فطری معمولات کے پہلو کو بھی اس نے تشنہ نہیں چھوڑا، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَلرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّۃٍ وَّ اَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّۃِ!" (بخاری، مسلم عن انسؓ)

"کہ سچا خواب، نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے!"

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

نیز فرمایا:

"لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ!"

"نبوت سے صرف مبشرات باقی ہیں!"

اس پر صحابہؓ نے وضاحت چاہی:

"قَالُوا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟"

"اے اللہ کے رسولؐ، مبشرات کے کیا معنی ہیں؟"

تو آپؐ نے فرمایا:

"اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ!"

"اچھے خواب!" (بخاری، مسلم عن ابی ہریرۃؓ)

اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا:

"مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِي صُورَتِي!"
(بخاری، مسلم عن ابی ہریرۃؓ)

کہ "جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھی کو دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا!"

—— قبل اس کے کہ ہم موضوعِ سخن کو آگے بڑھائیں، ان غلط فہمیوں کا ازالہ ضروری سمجھتے ہیں جو مذکورہ بالا احادیث سے پیدا کی جاتی ہیں:

۱۔ "خوابیں نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں" کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ نبیؐ کے واسطہ کے بغیر بھی ہدایت حاصل ہو سکتی یا نبوت کا سلسلہ اب بھی خوابوں کے ذریعہ جاری ہے۔ کہ اس طرح تو ختمِ نبوت، تکمیلِ رسالت اور بعثتِ رسولؐ کی کوئی حیثیت ہی باقی نہیں رہ جاتی —— بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خواب وحی کی ایک قسم ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّا مَعَاشِرَ الْأَنْبِيَاءِ تَنَامُ أَعْيُنُنَا وَلَا تَنَامُ قُلُوبُنَا!"

کہ "ہم انبیاء (علیہم السلام) کے گروہ کی آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتے ہیں!"

—— اور بیداری میں چونکہ انبیاءؑ پر وحی کا نزول ہوتا ہے، لہٰذا سوتے میں

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

(یعنی خواب میں) بھی ان پر وحی نازل ہوتی ہے!"

چنانچہ امام قرطبی لکھتے ہیں:

"کَانَتِ الرُّسُلُ تَأْتِیْھِمُ الْوَحْیُ اَیْقَاضًا وَّ رُقُوْدًا فَاِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَا تَنَامُ قُلُوْبُھُمْ!"

کہ "اللہ کے رسولوں پر جاگتے اور سوتے ہر دو حالتوں میں وحی ہوتی ہے کیونکہ انبیاءؑ کے دل نہیں سوتے!"

—— اور جہاں تک نبوت کے جاری رہنے نہ رہنے کی بات ہے، تو یہ حضرت امّ ایمن رضؓ کے اس واقعہ سے بخوبی سمجھ میں آسکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپؓ کے پاس اپنی زندگی میں تشریف لے جایا کرتے تھے —— آپ کے وصال کے بعد شیخین (حضرت صدیق اکبر، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما) آپ کے پاس گئے تو آپ رونے لگیں، شیخین نے جب رونے کی وجہ پوچھی تو فرمانے لگیں، "میں اس لیے روتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دنیا سے اٹھ جانے کے بعد اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے!

علاوہ ازیں وفات النبیؐ پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اس شعر سے بھی اس سلسلہ میں رہنمائی ملتی ہے: ؎

اِنَّا فَقَدْنَاکَ فَقْدَ الْاَرْضِ وَابِلَھَا
وَغَابَ مُذْ غِبْتَ عَنَّا الْوَحْیُ وَالْکُتُبُ

(رحمۃ للعالمین)

"آپؐ سے ہماری محرومی ایسی محرومی ہے جیسے زمین سے تراوت جاتی رہتی ہے —— جب سے آپؐ دنیا سے تشریف لے گئے ہیں، ہم سے وحی اور کلام الٰہی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے!"

۲۔ اور جہاں تک "لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ" کا تعلق ہے، تو یہ تسلیم کہ سچے خواب اب بھی دکھائی دے سکتے ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ اب کسی سچے خواب کو حجت سمجھتے ہوئے اس پر عمل بھی کیا جائے —— مثلاً قرآن مجید سے ہم نے حضرت ابراہیمؑ کے خواب کا ذکر کیا ہے، ایسا ہی خواب اگر آج کوئی شخص

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

دیکھتا ہے تو کیا اس کے لیے اس پر عمل بھی جائز ہوگا؟ ــــــ ہرگز نہیں :ــــ وجہ یہ کہ نبی اپنے ملکۂ نبوت کی بناء پر (جو وہبی ہوتا ہے نہ کہ کسبی) یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ کسی خواب کی حقیقت کیا ہے؟ ــــــ نبی اور غیر نبی میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ نبی میں نہ صرف خواب کی حقیقت تک پہنچنے کی استعداد ہوتی ہے بلکہ اس پر اس کے لیے عمل بھی ضروری ہوتا ہے ــــــ جب کہ غیر نبی نہ تو اس کی حقیقت جان سکتا ہے اور نہ ہی اس پر عمل کی اُسے اجازت ہے، کیونکہ عمل کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصدیق ضروری ہے جو اُسے حاصل نہیں، ہاں انبیاء علیہم السلام کو یہ تصدیق حاصل ہوتی ہے لہٰذا وہ اس پر عمل بھی کرتے ہیں ــــــ سچ ہے کہ:

"رُؤْیَا الْاَنْبِیَآءِ وَحْیٌ بِخِلَافِ غَیْرِھِمْ!"

کہ "انبیاءؑ کا خواب وحی ہوتا ہے بخلاف غیر انبیاء کے!"

پھر یہ نکتہ بھی قابلِ غور ہے کہ کسی سچے خواب کے بارے میں پہلے سے یہ کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ یہ خواب سچا ہے؟ ــــــ اور اگر بعد میں یہ یقین حاصل ہوا کہ یہ خواب سچا تھا تو اس کا نفسِ واقعہ پر کیا اثر پڑے گا؟ ــــــ اور خواب سچے بھی ہوتے ہیں، جھوٹے بھی! ــــ بلکہ سچا خواب کافر کو بھی دکھائی دے سکتا ہے (مثلاً فرعون کو خواب آیا اور اس کی تعبیر کا وہ خود شکار بھی ہوا) اور مومن کا خواب بھی جھوٹا ہو سکتا ہے ــــــ اس سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کون کرے گا؟ جبکہ عمل کے لیے سچائی کا یقین ضروری ہے جو صرف نبی کو ملکۂ نبوت کی بناء پر حاصل ہوتا ہے!

پس ان ہر دو احادیث کو سامنے رکھ کر یہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ سچا خواب نبوت کا ایک حصّہ ہے[۱] ــــــ اور سچے خوابوں کا وجود چونکہ اب بھی ہے، اس لیے ایسے

---

[۱] اس سے مراد یہ ہے کہ وحی کی جو قسم خواب پر مشتمل ہوتی ہے، اچھے خوابوں کا تعلق اس سے ہے، اگرچہ نبی کے خواب کی حقیقت کسی دوسرے نیک یا بد کے اچھے خواب سے مختلف ہوتی ہے، کیونکہ اوّلاً تو غیر نبی کو اپنے خواب کی صداقت پر یقین حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ حاصل نہیں ہے کہ نبی ایسا یقین وہبی ملکۂ نبوت کی بناء پر حاصل کرتا ہے جو غیر نبی کے پاس نہیں! ــــ ثانیاً یہی وجہ ہے کہ غیر نبی کو کسی زعم کی بناء پر اپنے خواب پر عمل کرنے کی اجازت نہیں کہ اسے اگر وہ حکم الٰہی سمجھ کر اختیار کرتا ہے تو یہ بلا دلیل کے ہے اور اگر وہ اسے حکمِ الٰہی نہ سمجھتے ہوئے اختیار کرتا ہے تو

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

خوابوں سے جو پیشگی خوشی ملتی ہے اور بعد میں وہ عملاً حاصل بھی ہو جائے تو اس کا فائدہ بشارت کا ہو گا، تاہم اس کی حیثیت تفاؤل کی ہو گی کیونکہ شرع میں تفاؤل (فال حاصل کرنا) جائز ہے اور تطیّر (بدشگونی) ناجائز! ـــ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"لَا طِيَرَةَ!"

"(اسلام میں) بدفالی کا کوئی جواز نہیں!"

جبکہ تفاؤل (نیک فال) کا ثبوت رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یوں ملتا ہے کہ ایک دفعہ آپؐ تشریف فرما تھے تو سعدؓ بن معاذ حاضر ہوتے۔ آپؐ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: "جَاءَ سَعْدٌ"، "سعد آ گئے!" یعنی آپؐ نے اس سے یہ بشارت اور نیک فال حاصل کی کہ "سعد" کے نام میں سعادت موجود ہے گویا سعد کے آنے سے مسلمانوں کو فتح کی سعادت حاصل ہو گی۔ اس واقعہ سے یہ ظاہر ہے کہ فال اور بشارت صرف دل کا اطمینان ہوتا ہے۔ اس کا واقعہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا ـــ اور حدیث میں خوابوں کی بشارت ہونے کا جو ذکر ہے، اس سے مراد ان خوابوں کا باعثِ اطمینان ہونا ہے جیسے انبیاءؑ کو وحی سے اطمینان حاصل ہوتا ہے لیکن غیر نبی کو اطمینان کے علاوہ کوئی علمِ غیب حاصل نہیں ہوتا جبکہ نبی کو وحی کے ذریعہ اطمینان کے علاوہ غیبی امور سے بھی مطلع کر دیا جاتا ہے۔

لہٰذا ان احادیث کی بناء پر نہ تو اجرائے نبوت پر استدلال ہو سکتا ہے نہ ختمِ نبوت، منصبِ رسالت اور بعثتِ رسول پر کوئی زد پڑتی ہے ـــ اور نہ ہی یہ عقیدہ رکھا جا سکتا ہے کہ نبی کے بغیر اب بھی اللہ تعالیٰ سے براہِ راست راہنمائی کا کوئی ذریعہ ممکن و موجود ہے، ہاں کشف سے ہم انکار نہیں کرتے تاہم خوابوں کی طرح یہ بھی حجت نہیں۔

ـــ اور جب یہ جان لینے کا قرینہ ہی موجود نہیں کہ کوئی خواب سچا ہے یا جھوٹا، اور اسی بناء پر اب اس پر عمل بھی ناممکن ہے، تو ظاہر ہے یہ خواب جیسے کچھ بھی ہوں، ہمارے لیے ان کی حیثیت تخیلات سے زیادہ نہیں ـــ اور جو لوگ تخیلات میں پڑتے ہیں، اس کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں، البتہ علماء سے ایسے خوابوں کے بارے میں جو یہ شرط منقول ہے کہ ایسے خواب اگر شرع کے مطابق ہوں تو معتبر ہیں، اس شرط کا عملاً کوئی اثر نہیں، کیونکہ اگر شرع کی مطابقت کی شرط ملحوظ رہے تو ایسے خواب کے لیے دلیل خود شرع ہوتی نہ کہ خواب!

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

"وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُنَ، اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ" کے تحت عملی دُنیا سے کٹ جاتے ہیں، کہ تخیلاتی (مابعد الطبیعاتی) میدان میں طبیعاتی (سائنسی) قواعد و ضوابط سے کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ "جس نے خواب میں مجھے دیکھا، اس نے مجھی کو دیکھا، کیونکہ شیطان میری شکل نہیں بن سکتا" ——— بالکل درست ہے لیکن یہ اس کے لیے ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپؐ کی زندگی میں دیکھا ہے ——— ورنہ ایک شخص خواب میں یہ دیکھتا ہے، کوئی ہستی اس سے مخاطب ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اب اس شخص کے پاس کون سی کسوٹی ہے جس کی بنا پر وہ یقین کرلے کہ واقعی یہ آپؐ ہی ہیں، آپؐ کا شکل آشنا تو وہ ہے نہیں، لہٰذا ممکن ہے شیطان (آپؐ کے علاوہ، کیونکہ آپؐ کی شکل تو وہ بنا نہیں سکتا) کسی دوسری شکل میں آکر یہ دھوکا دے اور باور کرائے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، کہ وہ بڑا دھوکے باز ہے ——— ظاہر ہے جو شخص آپؐ کو آپؐ کی زندگی میں پہچانتا ہے (یعنی صحابی) خواب میں آپؐ کی زیارت کرتا ہے تو یقیناً اُس نے آپؐ ہی کو دیکھا لیکن ایک غیر صحابی، جسے آپؐ کی صورت کی پہچان نہیں خواب میں کوئی صورت دیکھ کر کیونکر یہ فیصلہ کرسکتا ہے کہ یہی رسول اللہ کی صورت ہے ——— لہٰذا وہ آپؐ ہی کی زیارت کا شرف حاصل کر چکا ہے ——— بالفاظِ دیگر، پہلے یہ متحقق ہونا ضروری ہے کہ اس نے آپؐ کو خواب میں دیکھا، (آپؐ کی بجائے کسی اور کو نہیں دیکھا) پھر یہ ثابت ہوگا کہ اس نے آپؐ ہی کو دیکھا ہے! ——— پس صحابیؓ کا آپؐ کو خواب میں دیکھنا حجت ہوگا، غیر صحابی کا نہیں!

——— اور اسی سلسلہ کا ایک وضاحت طلب پہلو یہ بھی ہے کہ کوئی غیر صحابی آپ کو خواب میں دیکھتا ہے، آپ اسے کوئی حکم دیتے ہیں، جس پر وہ عمل کو ضروری قرار دیتا ہے ——— سوال یہ ہے کہ جب وہ آپؐ کو پہچانتا نہیں، یہ کیسے باور کرے گا کہ یہ حکم آپؐ ہی نے اس کو دیا ہے؟ ——— ظاہر ہے یہ فیصلہ بھی صرف ایک صحابیؓ کے لیے ممکن ہے غیر صحابی کے لیے نہیں ——— کہ جب وہ حیاتِ مبارکہ میں آپؐ کی زیارت کے بغیر آپؐ کو پہچان نہیں سکتا، تو آپؐ کی آواز سنے بغیر اسے کیسے پہچان سکتا ہے؟ بالخصوص جبکہ آپؐ کی آواز کو پہچان لینے کا اب کوئی ذریعہ بھی موجود نہیں!

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ـــــــ اور خواب میں آپؐ کا کسی کو کوئی حکم دینا اس لیے بھی محلِ نظر ہے کہ نبوت تو تمام ہو چکی، تکمیلِ دین بھی ہو گئی، وصالِ مبارک کے بعد اب آپؐ تبلیغِ وحی پر مقرر نہیں ہیں۔ لہٰذا اب خواب میں آپؐ کے کسی فرمان کی یہ حقیقت نہیں کہ گویا یہ اب بھی وحی نازل ہو رہی ہے ـــــــ ویسے بھی خواب میں آپؐ کا دیکھنا تو حجت ہے، لیکن آپؐ نے یہ نہیں فرمایا کہ "میں نے خواب میں جس سے گفتگو کی اس نے مجھی سے گفتگو کی!"

اب ہم اس تمام بحث کو چند نکات میں سمیٹتے ہیں:

۱۔ انبیاء علیہم السلام کے خواب سچے ہوتے ہیں اور حجتِ شرعیہ بھی! ـ جبکہ غیر نبی کے خواب کے بارے میں پہلے سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سچا ہے، لہٰذا وُہ بعد میں سچا ثابت ہونے کے باوجود بھی حجت نہیں بن سکتا۔

۲۔ نبی کا خواب چونکہ وحی کی ایک قسم ہے، لہٰذا اس پر عمل بھی اس کے لیے ضروری ہوتا ہے ـــــــ لیکن غیر نبی کا خواب نہ وحی ہوتا ہے نہ اس کے لیے اس پر عمل جائز ہے!

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دُنیا سے تشریف لے جانے کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔

۴۔ خواب میں آپؐ کا دیکھنا اس کے لیے حجت ہے جو آپؐ کو پہچانتا ہو اور یہ اعتماد صرف صحابیؓ کو ہو سکتا ہے کہ اس نے آپؐ ہی کو دیکھا۔

۵۔ خواب میں آپؐ نے اپنی گفتگو کو حجت قرار نہیں دیا۔

۶۔ مذکورہ بالا احادیث کی بناء پر نہ تو اجرائے نبوت پر کوئی استدلال ہو سکتا ہے، نہ منصبِ رسالت پر! ـــــــ اور نہ ہی ختمِ نبوت اور تکمیلِ رسالت پر کوئی زد پڑتی ہے!

۷۔ اور ان تمام وضاحتوں کے بعد یہ بات بلا ریب و تردد کہی جا سکتی ہے کہ خوابوں پر انحصار کرنے والے تخیلاتی دنیا میں بھٹک رہے ہیں، حقیقت سے ان کو دُور کا بھی واسطہ نہیں ـ گویا یہ توہمات کی دُنیا ہے ـ اور انہی توہماتی دُنیا کے باسیوں کے متعلق قرآن مجید نے فرمایا ہے:

"هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ـ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ـ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ـ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ـ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ - وَ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ !"

"کیا میں تمہیں خبر دوں، شیاطین کا نزول کن لوگوں پر ہوتا ہے؟ یہ ہر ایک جھوٹے گنہگار پر اترتے ہیں، سنی سنائی باتیں پہنچاتے ہیں اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہوتے ہیں ۔۔۔ شاعروں کی اتباع گمراہ لوگ کرتے ہیں، کیا تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر جنگل میں سرگرداں ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں، خود نہیں کرتے !"

آمدم برسر مطلب، ۱۶؍ فروری ۱۹۸۲ء کو جن امریکی علماء کا فتوٰی اخبارات میں شائع ہوا ہے، خوابوں کے سلسلہ میں کتاب و سنت کی روشنی میں ان تصریحات کے بعد اس بات کی کوئی اہمیت باقی رہ جاتی ہے کہ:

"الحمدللہ، فقراء کی ایک مسکین جماعت پہلی جماعت تھی جس نے ۱۹۷۷ء کے ماہ اپریل میں پاکستان کے لوگوں کو آگاہ کردیا تھا کہ مشاہدہ کے مطابق نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے محترم محمد ضیاء الحق کو نامزد کردیا ہے کہ بھٹو کی جگہ لے لیں !"

(روزنامہ جنگ ۱۶؍ فروری صفحہ ۸ کالم ۲)

اور اس پر جب پاکستانی علماء نے ان کا تعاقب کیا تو ۱۸؍ فروری کے اخبارات میں انہوں نے (بزعم خویش) وضاحتاً ارشاد فرمایا:

"چند حضرات نے رویائے صالحہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تو انہیں بتایا گیا کہ صدر ضیاء الحق سوشلسٹ بھٹو کی جگہ آجائیں گے.....
یہ بات ۱۹۷۷ء میں، جبکہ ابھی بھٹو برسر اقتدار تھے، بتائی گئی تھی !"

(روزنامہ جنگ صفحہ اوّل کالم ۶)

اسی اشاعت کے صفحہ ۷ کالم ۵، ۶ میں انہوں نے جو دلائل نقل کیے ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوابوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ نیک بندے کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوتا ہے۔

۲۔ اچھے خواب من اللہ ہوتے ہیں اور نبی کریمؐ نے نیک خواب دیکھنے والوں کو ہدایت کی تھی کہ وہ اپنا خواب دوسروں کو بیان کریں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ابتداء سچے خوابوں سے ہوئی تھی۔

۴۔ بخاری شریف میں سرورِ کائنات کا یہ ارشاد ہے کہ جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا تو حقیقتاً اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔

۵۔ اگر اسلام میں خواب کی حیثیت نہ ہوتی تو حضرت ابراہیمؑ اپنے فرزند ارجمند کے گلے پر چھری نہ رکھ دیتے۔

۶۔ ہمارا فتویٰ پریس ریلیز نہیں بلکہ قرآنِ پاک اور سنّتِ رسول اللہ کی نمائندگی کرتا ہے۔

۷۔ یہ قوم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیوں نہیں کرتی، جس نے انہیں ایک اسلام اور ملک دشمن ظالم فرمانروا سے نجات دلوا کر ایک نیک اور صالح شخص کو مقرر کر دیا!"

قارئین کرام! ابتداء میں ہم نے جو بحث کی ہے، اس کی روشنی میں یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ ان علماء حضرات نے قرآن پاک اور سنّتِ رسول اللہ کی کس حد تک نمائندگی فرمائی ہے، تاہم مزید یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ:

۱۔ "نیک بندے کا خواب نبوّت کا چھیالیسواں حصّہ ہوتا ہے!" ـــــ کی بناء پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ نبوّت کا چھیالیسواں حصّہ ان حضرات کو مل گیا ہے جنھوں نے یہ رؤیائے صادقہ دیکھے ہیں؟"

۲۔ اچھے خواب من اللہ ہوتے ہیں اور نبی کریمؐ نے نیک خواب دیکھنے والوں کو ہدایت کی تھی کہ وُہ اپنا خواب دوسروں کو بیان کریں" ـــــ لیکن مذکورہ بالا وضاحت کی بناء پر اوّلاً تو یہ خواب آپ کے لیے حجت نہیں کہ آپ یہ اعلان فرما دیں کہ بھٹو کی جگہ اب محترم ضیاء الحق کو رسول اللہؐ نے نامزد کیا ہے! ـــــ ثانیاً نبی کریمؐ نے اچھا خواب بیان کرنے کی کوئی ترغیب نہیں فرمائی۔ بلکہ جب آپؐ نے بُرے خواب بیان کرنے سے منع فرما دیا تو اس سے اچھے خواب بیان کرنے کی صرف اجازت مفہوم ہوتی ہے!

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کی ابتداء سچے خوابوں سے ہوئی تھی!" ـــــ تو کیا اب "رؤیائے صادقہ" دیکھنے والے یہ حضرات بھی نبی بننے کی تیاریوں میں مصروف ہو چکے ہیں؟ ـــــ اس بے ادبی کی سزا کے متعلق بھی آپ کا فتویٰ درکار ہے!

۴۔ جس شخص نے مجھے دیکھا تو حقیقتاً اس نے مجھے ہی دیکھا" ـــــ کیا آپ کو یقین ہے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کہ جس ہستی کو ان علمائے کرام نے دیکھا تھا وہ آپ ہی کی ذاتِ گرامی تھی؟ ——— آپ حضورؐ کے صورت آشنا کب ہوتے؟ آپ کی عمر تو بہت تھوڑی معلوم ہوتی ہے!

۵۔ "اگر اسلام میں خواب کی حیثیت نہ ہوتی تو حضرت ابراہیمؑ اپنے فرزندِ ارجمند کے گلے پر چھری نہ رکھ دیتے!" ——— کیا ایسا ہی کوئی خواب اگر آپ حضرات میں سے کوئی صاحب دیکھ کر اس کی تعبیر کر ڈالیں تو امریکہ میں اس کی کیا سزا ہے؟

۶۔ "یہ قوم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیوں نہیں کرتی کہ جس نے انہیں ایک اسلام اور ملک دشمن ظالم فرمانروا سے نجات دلوا کر ایک نیک اور صالح شخص کو مقرر کر دیا!"۔

۱۶ فروری کی اشاعت میں محترم ضیاء الحق کو رسول اللہ نے مقرر کیا تھا، لیکن اس کے دو ہی دن بعد ۱۸ فروری کو بھٹو سے نجات دلوا کر ایک نیک اور صالح شخص کو اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا۔!

ع جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے!

اے کاش اپریل ۱۹۷۷ء کی بجائے یہ حضرات دسمبر ۱۹۷۰ء میں یہ خواب دیکھ لیتے تو نہ پاکستان دولخت ہوتا اور نہ ہی ایک اسلام اور ملک دشمن ظالم فرمانروا پاکستان پر مسلط ہوتا!

اور وہ بھی تو ایک خواب ہی تھا جس نے جہلم کے ۳۸ افراد کو سمندر کی لہروں کی نذر کر دیا ——— اس افسوسناک واقعہ کا عبرتناک پہلو یہ ہے کہ جن لوگوں کو اس "بشارت" پر یقین تھا اور اسی بناء پر انہوں نے اپنے تئیں ٹین کے بکسوں میں بند کر کے سمندر کی لہروں کے حوالے کیا تھا، تاکہ کربلائے معلّٰی پہنچ سکیں، وہ تو منزلِ مقصود نہ پا سکے، ہاں جنہوں نے تردّد کا شکار ہو کر آخری وقت میں حوصلے ہار دیے تھے۔ وہ بچ جانے والوں کے ساتھ بذریعہ ہوائی جہاز منزلِ مراد تک پہنچ گئے ——— "اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ!"

پس ہم دو ٹوک الفاظ میں یہ کہنا چاہتے ہیں کہ دینِ اسلام نہ تو ہمارے خوابوں کا مرہونِ منت ہے اور نہ ہی خوابوں کی اس توہماتی دنیا میں بسنے والے ان نادان دوستوں کی اسلام کو ضرورت ہے!

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

ہاں اے علماء حضرات، اگر آپ کو خوابوں سے اسی قدر شغف تھا تو انہی خوابوں سے آپ نے اتباعِ رسول اللہ پر استدلال کیا ہوتا ـــــ آج کے اس دور میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو حدیثِ رسول اللہ کے انکاری اور اس کو حجتِ شرعیہ سمجھنے سے گریزاں ہیں ـــــ حضرت ابراہیمؑ کے خواب کے حوالے سے آپ انہیں یہ بتا سکتے تھے کہ فرمانِ رسول اللہ تو درکنار، کہ اس کی تائید میں نصِ قرآنی "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى. إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى!" موجود ہے ـــــ رسول اللہ کا خواب تک حجتِ شرعیہ ہے۔ اور یہ خواب بھی ایسا خواب تھا کہ ایک عام آدمی اس کی حقیقت کا تصور کر کے ہی کانپ جاتا ہے، لیکن حضرت ابراہیمؑ نے اسی ایک خواب کی بنیاد پر وہ کام کر دکھلایا جس کی تاریخِ عالم میں کوئی ایک مثال بھی نہیں ملتی ـــــ پھر یہ نہیں ہوا کہ ایک باپ نے اگر اپنے حقیقی بیٹے کی گردن پر چھری چلائی ہے تو وہ بارگاہِ ایزدی میں مجرم ٹھہرا، نہیں بلکہ اس کے اس عمل کو قربانی سے موسوم کیا گیا ـــــ اسے شرفِ قبولیت سے نوازا گیا اور اس کے ایسے ہی کارناموں پر بارگاہِ حقیقی سے اسے "إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا" کا وہ اعزاز حاصل ہوا کہ آج ہم اس امتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی ملت ہی ملتِ ابراہیمی کے نام سے موسوم ہے ـــــ آپ ان منکرینِ حدیث سے یہ پوچھ سکتے تھے کہ فرمانِ رسول اللہ کو حجت نہ سمجھنے والو، آج اگر پوری امتِ محمدیہ ہر سال لاکھوں کروڑوں جانوروں کو اس خدائے عظیم کے نام پر قربان کر دیتی ہے ـــــ اور تا قیامت ایسا ہی ہوتا رہے گا ـــــ تو اس عظیم یادگار کی بنیاد کس چیز پر قائم ہے؟ ـــــ مفسرِ قرآن ہونے کا دعوےٰ کرنے والو، قرآن ہی کو فیصل تسلیم کر لو ـــــ سنو، اس کی بنیاد اسی خوابِ ابراہیمی پر قائم ہے جس کا ذکر قرآنِ مجید میں یوں مذکور ہے:

"يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ!"

عظیم باپ نے خواب دیکھا اور اسے بیٹے کے سامنے بیان کیا ـــــ تو عظیم بیٹے نے فوراً لبیک کہی:

"يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ!"

"والدِ بزرگوار، (آپ کا خواب بھی حجت ہے اور آپ کا اس خواب کو بیان

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کرنا بھی حجت ہے ـــــ میرا ایمان ہے، یہ خواب امر الٰہی ہے، (لہٰذا) وہی کچھ کر گزریئے جس کا آپ کو حکم ملا ہے (اور جہاں تک میرا تعلق ہے) آپ یقیناً مجھے صابر و شاکر پائیں گے!"

وَلِكُلٍّ فِيهِ لِذَايَةٌ لِمَنْ لَهُ دِرَايَةٌ!

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

(اکرام اللہ ساجد)

ردِّ تقلید اور حدیث کے

حجیتِ حدیث

حجت شرعیہ ہونے پر

شیخ ناصر الدین البانی کی

مایۂ ناز کتاب

ترجمہ

حافظ عبدالرشید اظہر

ضخامت ۸۸ صفحات

قیمت ۹ روپے صرف

ادارہ محدث مجلس التحقیق الاسلامی

۹۹ جے۔ ماڈل ٹاؤن لاہور

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

مقالات

ترجمہ

امیر محمد بن اسماعیل صنعانی — قسط ۵ — مولانا سیف الرحمٰن الفلاح

آئینۂ توحید

تطہیر الاعتقاد عن درن الالحاد کا اُردو ترجمہ

سوال:

اگر آپ یہ کہیں کہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ تمام امت گمراہی پر متفق ہو گئی کیونکہ وہ اس کو برا کہنے سے خاموش رہے ہے؟

جواب:

اجماع کی حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد مسعود کے بعد امت محمدیہ کے مجتہدوں کا کسی مسئلہ میں متفق ہونا ہے اور مذاہب کے فقہاء ائمہ اربعہ کے بعد اجتہاد کو محال تصور کرتے ہیں۔ اگرچہ ان کی یہ بات غلط اور باطل ہے اور ایسی بات وہی کہتا ہے جو حقائق سے بے خبر ہوتا ہے تاہم ان کے خیال کے مطابق ائمہ اربعہ کے زمانہ کے بعد کبھی اجماع نہیں ہوگا۔ بنا بریں یہ اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ بدعت اور قبروں کا فتنہ ائمہ اربعہ کے زمانہ میں نہیں تھا۔ جیسا کہ عنقریب ہم ثابت کریں گے کیونکہ اب اجماع کا وقوع امر محال ہے۔ امت محمدیہ اب زمین کے گوشہ گوشہ میں پھیلی ہوئی ہے اور علم اسلام چار دانگ عالم میں لہرا رہا ہے۔ اب تحقق علماء کا کوئی انحصار نہیں اور کوئی شخص ان کے حالات سے آگاہ نہیں ہو سکتا۔ جو شخص دین کے تمام روئے زمین پر پھیل جانے کے بعد اور مسلمانوں میں کثرت سے علماء ہوتے کے بعد اجماع کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کا دعویٰ جھوٹا اور باطل ہے۔ جیسا کہ ائمہ محققین نے ذکر کیا ہے۔

پھر اگر بالغرض یہ تسلیم کر لیں کہ انہوں نے اس برائی کا علم ہونے کے باوجود روکا نہیں۔ بلکہ خاموشی سے کام لیا ہے تو ان کا یہ سکوت اس کے جواز کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ شریعت کے قواعد سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ برائی کو رد کرنے کے تین طریقے ہیں:

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

۱-۱نکار بالید: یعنی برائی کو ہاتھ سے روکا جائے یہ اس طرح ہے کہ برائی کو ہاتھ سے مٹایا جائے۔

۲-۱نکار باللسان: جب ہاتھ سے برائی روکنے کی ہمت نہ ہو تو زبان سے برائی کو روکنے کی کوشش کرے

۳-۱نکار بالقلب: جب ہاتھ اور زبان سے برائی کو روکنے کی ہمت نہ ہو تو دل میں ہی اسے برا سمجھے کیونکہ ایک کی نفی دوسرے کی نفی کو مستلزم نہیں۔

اس کی مثال یوں ہے جیسے کوئی کسی چونگی لینے والے کے پاس سے گزرتا ہے وہ غریبوں کا مال ظلم سے لیتا ہے یہ عالم اس کو زبان اور ہاتھ سے روکنے کی ہمت نہیں رکھتا کیونکہ ایسی صورت میں نافرمان لوگ اس کا مذاق اڑائیں گے۔ اس صورت میں برائی روکنے کے دو طریقے ختم ہو گئے یعنی ہاتھ اور زبان سے برائی کو روکنے کی پابندی ختم ہو گئی اب صرف ایک صورت باقی رہ گئی یعنی دل سے اس برائی کو برا تصور کرنا اور یہ ضعیف الایمان ہونے کی نشانی ہے۔ تو ایسا عالم جس کے سامنے جابر اور ظالم لوگ برائی کرتے ہوں اور وہ اس کا رد کرنے سے خاموش رہے تو اس کے متعلق یہ حسن ظن ہونا چاہئے کہ ہاتھ اور زبان سے برائی کو روکنا اس کے لئے مشکل ہے لیکن دل سے وہ اسے برا سمجھتا ہے مسلمانوں کے متعلق حسن ظن ہونا چاہئے کیونکہ جب تک ممکن ہو ان کے لئے تاویل کرنا واجب اور ضروری ہے۔ تو جو لوگ حرم شریف میں داخل ہوتے تھے اور ان شیطانی تعمیرات کو دیکھتے تھے، جنہوں نے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا۔ حتٰی کہ مسلمانوں کی نمازوں کو الگ کر دیا، تو وہ ان کی برائی کا اظہار کرنے سے قاصر تھے۔ وہ صرف دل سے برا سمجھتے تھے جیسے کوئی شخص چونگی لینے والے کے پاس سے گزرتا ہے اور قبر پرستوں کے پاس سے گزرتا ہے تو وہاں برائی روکنے کی ہمت نہیں رکھتا اور اسے معذور تصور کیا جاتا ہے۔

اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ائمہ کے متعلق جو یہ استدلال پکڑتے ہیں کہ یہ امور واقع ہوتے ہیں کہیں کسی نے انکار نہ کیا اور نہ اس سے روکا تو گویا کہ اس پر اجماع ہو گیا۔ یہ غلط اور بے بنیاد ہے۔ غلط ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جو وہ استدلال پکڑتے ہیں کہ کسی نے اس کا انکار نہیں کیا، یہ رجما بالغیب ہے کیونکہ انسان دل سے ایک کام کو برا سمجھتا ہے لیکن ہاتھ اور زبان سے اس کا انکار مشکل ہوتا ہے۔ آپ اپنے زمانہ میں دیکھئے۔ کتنے ایسے امور واقع ہوتے ہیں۔ جن کو ہاتھ اور زبان سے روکنے کی آپ سکت نہیں رکھتے۔ حالانکہ دل سے آپ ان کو برا سمجھتے ہیں۔ جب کوئی جاہل کسی عالم کو دیکھتا کہ وہ اس برائی کے انکار سے خاموش ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ کام جائز ہے۔ حالانکہ ایک عالم شخص بسا اوقات دل میں خاموشی کے ساتھ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اسے ملامت کرتا ہے اور اس کا عزم کرتا ہے۔ تو کسی کے سکوت سے ایک عالم اور عارف شخص استدلال نہیں پکڑتا۔ اسی طرح ان کا یہ کہنا کہ فلاں آدمی نے ایسے کیا اور باقی خاموش رہے تو یہ اجماع ہو گیا۔ یہ استدلال بھی بودا ہے اور ناقابلِ التفات ہے اس کی دو وجوہات ہیں:

۱۔ یہ دعوی کہ باقی لوگوں کا سکوت اختیار کرنا کسی کے فعل کو پختہ کرنا ہے غلط ہے کیونکہ سکوت کسی امر کے پختہ ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔

۲۔ ان کا یہ کہنا کہ "اجماع ہو چکا ہے" کیونکہ اجماع امتِ محمدیہ کے اتفاق کا نام ہے اور کسی آدمی کا سکوت اختیار کرنا اس امر کی دلیل نہیں کہ وہ اس کے موافق ہے یا مخالف نہیں حتیٰ کہ اپنی زبان سے وہ خود وضاحت کرے۔ کسی بادشاہ کے پاس لوگوں نے اس کے کسی گورنر کی یا عامل کی بہت تعریف کی۔ لیکن ایک شخص خاموش رہا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا "تم کیوں نہیں بولتے؟" اس نے جواب دیا "میں کیسے بولوں۔ میں ان کے مخالف ہوں۔ اگر بات کروں گا تو ان کے خلاف . . . ہی کروں گا۔ اس لئے میں خاموش ہوں"۔ تو ہر سکوت سے رضامندی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان برائیوں کی بنیاد ان لوگوں نے رکھی جو نیزوں اور تلواروں سے لیس تھے اور بندگانِ خدا کے جان و مال ان کے رحم و کرم پر تھے۔ ان کی آبرو اور ان کی عزت و حرمت کا معاملہ بھی ان کے حکم کے ماتحت تھا۔ اندریں حالات فردِ واحد اس کو روکنے کی ہمت کیسے کر سکتا ہے؟

تو یہ مزارات اور مشاہد جو شرک و الحاد کا سب سے بڑا ذریعہ بن چکے ہیں اور اسلام کے محل کو منہدم کرنے اور اس کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کا سبب ہیں۔ ان کو تعمیر کرنے والے اکثر بادشاہ، رؤسا اور گورنر تھے وہ ان کے رشتہ دار اور قرابتدار ہونے کی وجہ سے ایسا کرتے تھے یا وہ ایسا شخص ہوتا تھا جس کے متعلق وہ حسنِ ظن رکھتے کہ یہ کوئی عالم۔ فاضل یا کوئی صوفی فقیر ہو گا یا کوئی اور بڑا آدمی ہو گا۔ چنانچہ ان کی جان پہچان والے ان کی قبروں اور مزاروں کی زیارت کی غرض سے آتے تھے۔ لیکن ان کی زیارت یوں کرتے تھے۔ جیسے عام مُردوں کی قبروں کی زیارت کی جاتی ہے۔ یعنی وہاں جا کر ان کا توسل حاصل نہیں کرتے اور نہ ان کو پکارتے تھے۔ بلکہ ان کے لئے دعائے استغفار کرتے تھے۔ پھر جب اس قبر کے مُردے کو جاننے والے فوت ہو گئے یا ان میں اکثر دارِ دنیا سے رخصت ہو کر ملکِ عدم کی طرف چلے گئے تو ان کے بعد میں آنے والے لوگ جب اس قبر کے پاس آئے اور وہاں پر گنبد دیکھا، قبر کے در پر چراغ روشنی کرتے ہوئے دکھائی دیے۔ قیمتی کپڑے کا غلاف اس پر نظر آیا، اس پر رنگا رنگ کے پردے دکھائی دیے۔ چاروں طرف سے خوشبوؤں کی

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

مہک سے دماغ معطر ہوا تو انہوں نے یہ سمجھا کہ یہ کوئی بزرگ ہستی ہے جو نفع نقصان پر قادر ہے۔ پھر انہوں نے مجاوروں کو دیکھا جو اس میت کے متعلق جھوٹی کہانیاں سناتے ہیں کہ اس نے یوں کیا اور یوں کیا، فلاں شخص مصیبت میں گرفتار تھا۔ اس کے پاس آکر منت ماننے سے اس کی مصیبت رفع ہو گئی اور فلاں شخص کو بڑا نفع پہنچا۔ حتیٰ کہ ہر باطل بات ہی کو ذہن نشین کراتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث میں مذکور ہے، جو شخص قبروں پر چراغ جلاتا ہے یا ان پر گنبد لگاتا ہے یا ان پر کوئی تعمیر کرتا ہے، تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ اس سلسلہ میں کافی حدیثیں مذکور ہیں۔ ان امور سے فی نفسہٖ ممانعت ہے، علاوہ ازیں یہ ایک بہت بڑی خرابی کا ذریعہ ہیں۔

سوال؛

اگر آپ یہ اعتراض کریں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر ایک بہت بڑا گنبد ہے اور اس پر خطیر رقم خرچ کی گئی، اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب؛

درحقیقت یہ حقیقتِ حال سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ اس گنبد کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوایا نہ آپ کے صحابہؓ اور تابعین اور تبع تابعینؒ میں سے کسی نے بنایا اور نہ کسی عالم یا امام نے اسے بنانے کا فتویٰ اور حکم دیا۔ بلکہ یہ گنبد مصر کے متاخرین بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ نے ۶۷۸ھ میں بنایا، جس کا نام قلاؤن صالحی تھا۔ جسے ملک منصور بھی کہتے تھے۔ اس کا ذکر تحقیق النصرة بتلخیص معالم دار الہجرۃ" میں موجود ہے۔ یہ امور جو حکومت کرتی ہے وہ شریعت کی دلیل نہیں بن سکتے کیونکہ متاخرین کا وہ کام جو سلف کی پیروی میں نہ ہو۔ شریعت میں دلیل نہیں بن سکتا۔ یہ آخری بات ہے جو ہم نے ذکر کی ہے جس کی بنا پر لوگ خواہشات کی پیروی کرنے لگے اور آزمائش میں مبتلا ہو گئے اور علماء برائی سے روکنے سے خاموش ہو گئے۔ جو ان کے ذمے واجب تھی اور جس طرف عوام الناس کا رجحان ہوا اسی طرف علماء مائل ہو گئے اور نیکی کو گناہ اور گناہ کو نیکی تصور کرنے لگے اور خاص لوگوں میں سے کوئی انہیں روکنے کی جسارت نہ کر سکا۔ تو یہ بات ہے جس کی وجہ سے لوگوں کے اعتقادات میں خرابی پیدا ہو گئی۔

سوال؛

بعض اوقات زندوں اور مُردوں کے ساتھ کچھ ایسے لوگ مل جاتے ہیں جو لوگوں کو عجیب و غریب کرشمے دکھاتے ہیں۔ لوگ انہیں مجذوب کہتے ہیں۔ جن امور کو یہ لوگ کرتے ہیں شریعت

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

جواب:

جو لوگ مجذوب کے نام سے مشہور ہیں اور اللہ جل جلالہٗ کا لفظ زبان سے نکالتے ہیں اور وہ عربی طریقہ سے بولنے کی کوشش کرتے ہیں۔ سب شیطان لعین کے ساتھی اور بہت دھوکے باز ہیں۔ انہوں نے مکروفریب کا لباس اوڑھا ہوا ہے۔ کیونکہ مطلق لفظ اللہ اللہ کوئی کلام نہیں اور نہ اللہ کی توحید ہے بلکہ اس لفظ کا مذاق اور استہزاء ہے۔ کیونکہ اسے عربی زبان سے خارج کر دیتے ہیں اور اسے بے معنی بنا دیتے ہیں اگر کوئی بڑا نیک آدمی زید کے نام سے موسوم ہو اور لوگ اسے زید زید کہیں تو اس میں اس کی تعظیم و توقیر نہیں۔ بلکہ یہ تو سراسر اس کی توہین ہے خصوصاً جبکہ اس لفظ میں تحریف کرتے ہیں[1]

پھر غور کیجئے کیا اللہ کا لفظ انفرادی طور پر قرآن پاک میں یا حدیث شریف میں کہیں مذکور ہے کہ اللہ اللہ پڑھا جائے۔ کتاب و سنت میں جس ذکر کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس سے مراد اللہ کی تسبیح اور تہلیل ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ اذکار اور کچھ دعائیں مروی ہیں۔ آپؐ کے صحابہ کرام اور آپؐ کے آل مطہرات بھی دعائیں کیا کرتے تھے لیکن وہ دعائیں اور اذکار ان فقیروں کی ہاؤ ہو اور شوروغل اور اونچی آوازوں سے مختلف تھے۔ ان کی دعائیں وہ ہوتی تھیں جن کا اللہ نے ذکر کیا ہے اور جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھ کر امت کو بتلائی ہیں ان لوگوں نے مسنون دعاؤں کو ترک کر کے غیر مسنون دعاؤں کو رائج کیا اور لوگوں کو دور دراز کی گمراہی میں پھینک دیا۔ پھر بعض اوقات اللہ کے نام کے ساتھ کچھ مُردوں کے نام ملاتے ہیں۔ مثلاً ابن علوان، احمد بن حسین، شیخ عبد القادر اور عبد روسی وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں۔ بلکہ ان کی انتہا ہو چکی ہے جو اہل قبور کی طرف بھاگتے ہیں اور اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں۔ جیسے علی رومان اور علی احمر وغیرہ اللہ نے اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اہل بیت نبوی و دیگر صحابہ کرام کو ان جاہل گمراہ لوگوں سے بچایا کہ وہ جاہل اور گمراہ لوگ اپنے منہ سے ان کا نام لیں تو یہ لوگ شرک و کفر اور جہالت کو یکجا اکٹھا کرتے ہیں۔

---

[1] یعنی "اللہ" کے دو حصے کرتے ہیں۔ جیسے "آلا ہُو" وہ اسے ذکر الٰہی شمار کرتے ہیں حالانکہ ایسا ذکر حضور اکرمؐ سے ہرگز ہرگز ثابت نہیں۔

(الفلاح بی اے)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

سوال:

اگر آپ یہ سوال کریں کہ بعض اوقات یہ لوگ اللہ جل جلالہٗ کا لفظ بولتے ہیں اور جاہل اور باطل پرست لوگ ان کی کئی محیر العقول بیان کرتے ہیں مثلاً وہ اپنے آپ کو نیزے مارتے ہیں سانپ بچھو اور گرگٹ وغیرہ ہاتھوں میں لئے پھرتے ہیں۔ آگ کو اپنے منہ میں ڈالتے ہیں اور ہاتھوں میں لئے پھرتے ہیں وغیرہ۔

جواب:

یہ سب شیطانی امور ہیں۔ آپ کو دھوکا دیا گیا ہے اگر آپ ایسے مُردوں کی کرامتیں شمار کرتے ہیں یا زندہ لوگوں کی نیکی تصور کرتے ہیں تو یہ آپ کو غلطی لگی ہے۔ کیونکہ جب آپ نے اس گمراہ شخص کو اس کا نام لے کر پکارا ہے اور اس کو اللہ کا حکم اور مخلوق میں شریک کیا ہے تو آپ کو دھوکا دیا گیا ہے کیا آپ ان مُردوں کو اللہ کے اولیاء اور شریک سمجھتے ہیں؟ اگر آپ ایسا سمجھتے ہیں تو آپ نے بہت برا کام کیا اور ان مُردوں کو بھی مشرک بنا دیا اور ان کو معاذ اللہ دائرہ اسلام سے خارج کر دیا اور دین سے باہر پھینک دیا۔ کیونکہ آپ نے ان کو اللہ کے شریک بنا دیا اور اس پر راضی اور خوش ہیں اور آپ نے یہ تصور کیا کہ یہ کرامتیں ان گمراہ اور مشرک مجذوبوں کے تابع ہیں جو خود ضلالت اور ذلت کے سمندر میں غرق ہیں جو اللہ کو کبھی بھول کر بھی سجدہ نہیں کرتے۔ جب اللہ کو یاد کرتے ہیں تو ساتھ اور لوگوں کو بھی یاد کرتے اور پکارتے ہیں۔ اگر آپ ایسا تصور کرتے ہیں تو آپ نے مشرکوں، کافروں اور مجذوب لوگوں کے لئے کرامتیں ثابت کر دیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلام کے اصول اور قواعد و ضوابط کو ملیامیٹ کر دیا اور دین متین اور شرع مبین کو مٹانے کی کوشش کی۔

جب ان دونوں امور کے بطلان کا آپ کو علم ہو گیا تو آپ جان لیں کہ یہ تمام شیطانی افعال ہیں اور ابلیس کے کام ہیں۔ شیطان اپنے گمراہ بھائیوں کی مدد کرتے رہتے ہیں۔ یہ دونوں فریق ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں ذکر آیا ہے کہ شیطان اور جن بعض اوقات سانپوں اور اژدھوں کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں۔ یہ امر قطعی طور پر وقوع پذیر ہے تو بھی وہ سانپ ہیں جن کو لوگ ان مجذوبوں کے ہاتھ میں دیکھتے ہیں۔

بعض اوقات ان میں جادو کا اثر بھی ہوتا ہے۔ اس کی کئی اقسام ہیں۔ اس کا سیکھنا کوئی زیادہ مشکل کام نہیں بلکہ اللہ کے ساتھ کفر کرنا اور اللہ کی قابل احترام اشیاء کی بے حرمتی کرنا اس کا

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

سب سے بڑا دروازہ ہے مثلاً جادوگر قرآن کریم کو لیٹرین میں (پھینکے یا) (نعوذ باللہ من ذالک) تو مجذوبوں سے ایسے امور کا سرزد ہونا آپ کو حیرت میں نہ ڈال دے اور آپ کو دھوکا نہ ہو جاتے۔ ان امور کو لوگ خوارق کہتے ہیں۔ کیونکہ ایسے امور میں جادو کا اثر بہت جلدی ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو انسان کی آنکھوں پر اثر ڈالتے ہیں چنانچہ فرعون کے جادوگروں نے میدان سانپوں سے بھر دیا تھا۔ حتیٰ کہ حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں خوفزدہ ہوئے تو اللہ نے بتلایا یہ سحرِ عظیم ہے اور سب جادو کی کارروائی ہے۔

جادو کے ذریعے اس سے بھی بڑے بڑے امور کا ظہور ہوتا ہے۔ چنانچہ ابن بطوطہ وغیرہ مؤرخین نے (جو ہندوستان میں آتے تھے) بیان کیا ہے کہ انہوں نے وہاں ایک ایسی قوم دیکھی جو جلتی آگ میں کپڑوں سمیت کود پڑتے تھے۔ جب باہر نکلتے تو بدن کو تو کجا ان کے کپڑوں کو بھی آگ نہ جلاتی تھی۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک آدمی نے کسی انسان کو دیکھا جو بادشاہ کے پاس اپنے دونوں بیٹے لے گیا۔ وہاں جاکر اس نے بادشاہ کے سامنے ان دونوں کو تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ پھر ان کو مختلف اطراف میں پھینک دیا۔ حتیٰ کہ اس کے پاس ان میں سے ایک ٹکڑا بھی باقی نہ رہا۔ پھر وہ رونے لگا اور آہ و بکا کرنے لگا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد حاضرین کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ایک ٹکڑا آتا ہے اور وہ آکر دوسرے ٹکڑے سے مل جاتا ہے حتیٰ کہ وہ دونوں لڑکے مکمل انسان بن کر زندہ ہو گئے۔

یہ واقعہ انہوں نے اپنے سفرنامہ میں ذکر کیا ہے انہوں نے تو اسے بہت طویل لکھا ہے۔ لیکن میں نے اسے مختصر بیان کیا ہے۔ میں نے ۱۱۳۶ھ میں مکہ مکرمہ میں اس کا مطالعہ کیا تھا۔ مدینہ میں احناف کے مفتی علامہ سید محمد بن اسعد نے مجھے یہ واقعہ تحریر کرایا۔

ابوالفرج اصفہانی کی کتاب اغانی میں سند کے ساتھ ایک واقعہ مذکور ہے کہ ایک جادوگر ولید بن عقبہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اسے بڑے کرشمے دکھلا رہا تھا وہ گاتے کے پیٹ میں داخل ہو جاتا اور پھر باہر نکل آتا تھا۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے اسے جب دیکھا تو انہیں اس کی یہ حرکت بہت ناگوار گزری۔ وہ سیدھے گھر گئے۔ وہاں سے تلوار لے کر سیدھے جادوگر کے پاس آتے۔ وہ گاتے کے اندر داخل ہو چکا تھا۔ حضرت جندب نے یہ آیت پڑھی۔

"أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ" (الانبیاء : ع ۱)

"تم جادو کا کام کرتے ہو حالانکہ تم اسے دیکھتے ہو کہ غلط کام ہے"۔

پھر گاتے کے درمیان میں تلوار ماری اور اسے کاٹ دیا اور جادوگر کے بھی ٹکڑے کر دیئے، لوگ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

یہ معاملہ دیکھ کر حیران وششدر رہ گئے۔ ولید نے ان کو قید کر دیا اور حضرت عثمانؓ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ جیل کا سپرنٹنڈنٹ ایک عیسائی تھا۔ جب رات ہوئی تو اس نے حضرت جندبؓ کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب دن ہوا تو انہیں دیکھا کہ وہ روزہ رکھے ہوتے تھے۔ یہ ماجرا دیکھ کر عیسائی کہنے لگا خدا کی قسم! یہ ان میں سے سب سے بڑا آدمی ہے؟ جس کا یہ حال ہے کہ رات کو قیام کرتا ہے اور دن کو روزے رکھتا ہے۔ نہیں، یہ سچے لوگ ہیں۔ ان کا مذہب برحق ہے! پھر اس نے جیل کی نگرانی پر کسی اور آدمی کو مقرر کیا اور خود کوفہ میں گیا وہاں جاکر پوچھنے لگا کہ اس شہر میں سب سے زیادہ نیک اور افضل آدمی کونسا ہے؟ لوگوں نے اشعث بن قیس کا نام لیا۔ تو یہ ان کے ہاں مہمان بن کر چلا گیا جب رات ہوئی تو اس نے اسے دیکھا کہ وہ سو رہا ہے اور جب صبح ہوئی تو اسے دیکھا کہ وہ ناشتہ کر رہا ہے اور روزہ نہیں رکھا تو وہاں سے چل دیا۔ پھر بازار میں لوگوں سے پوچھا یہاں پر سب سے افضل اور پرہیزگار آدمی کون سا ہے؟ لوگوں نے جریر بن عبداللہ کا نام لیا۔ وہ ان کے پاس پہنچ گیا۔ رات کا وقت تھا۔ جب وہاں پہنچا تو وہ سوتے پڑے تھے پھر جب صبح ہوئی تو انہوں نے ناشتہ منگوایا۔ وہ قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا میرا رب بھی وہی ہے جو جندب کا رب ہے اور میرا دین بھی وہی ہے جو جندب کا دین ہے۔ یہ کہہ کر اسلام لے آیا۔

امام بیہقیؒ نے سنن کبریٰ میں اس واقعہ کو بیان کیا لیکن کچھ اختلاف کے ساتھ بیان کیا ہے۔ انہوں نے اس کی سند اسود تک بیان کی ہے کہ ولید بن عقبہ عراق کا گورنر تھا۔ اس کے سامنے ایک جادوگر جادو کا کھیل دکھلا رہا تھا۔ وہ کسی آدمی کا سر کاٹ کر پھینک دیتا تھا۔ پھر رونے لگتا اور چیختا۔ پھر اس کا سر واپس آکر باقی جسم سے مل جاتا اور وہ انسان بالکل ٹھیک ہو جاتا۔ لوگ اس کا تماشا دیکھ کر عش عش کر اٹھے اور اسے داد دینے لگے کہ یہ مُردوں کو کیسے زندہ کر لیتا ہے مہاجرین میں سے کسی نیک آدمی نے اس کی یہ کارروائی دیکھی تو اسے بری محسوس ہوئی۔ جب اگلا دن ہوا تو وہ اپنی تلوار سونت کر وہاں گیا۔ وہاں پر اسی طرح جادوگر اپنا کرتب اور کرشمہ دکھلا رہا تھا اس نے تلوار میان سے نکالی اور اس کے سر پر ماری اور کہنے لگا اگر یہ سچا ہے تو اپنی جان کو زندہ کرے۔ ولید نے جیل کے سپرنٹنڈنٹ دینار کو حکم دیا کہ اسے قید کرے چنانچہ انہیں جیل میں بند کیا گیا۔

سب سے زیادہ تعجب انگیز وہ واقعہ ہے جو امام بیہقی نے سند کے ساتھ بیان کیا ہے جو بہت طویل واقعہ ہے۔ اس میں یہ ذکر ہے کہ ایک عورت نے دو فرشتوں ہاروت ماروت سے جادو

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کا علم سیکھا، چنانچہ وہ گندم کے دانے لے کر زمین میں پھینک دیتی اور ان کو کہتی تم زمین سے اگ آؤ۔ چنانچہ وہ اگ آتے۔ پھر کہتی کہ ان پر بالیں بن جائیں چنانچہ ان پر بالیں بن جاتیں، پھر کہتی کہ یہ بالیں خشک ہو جائیں چنانچہ ایسے ہی ہو جاتا۔ پھر کہتی اس کا آٹا بن جائے تو وہ آٹا بن جاتا۔ پھر کہتی اس کی روٹی پک جائے تو روٹی پک جاتی۔ وہ جو بات کہتی وہی پوری ہو جاتی تھی۔

شیطانی حالات کا کوئی انحصار اور ضابطہ نہیں ہو سکتا۔ ایک مسلمان کے لئے یہی کافی ہے۔ یہ خیال جو شیطانی حالات پیش کرے گا تو مسلمان کو اس موقع پر کتاب و سنت کی پیروی کا حکم اور شیطان کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے۔ ہم جو کچھ ذکر کرنا چاہتے تھے کر دیا۔ الحمد للہ اولاً و آخراً و صلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ وسلم!

دُعاء

شعر و ادب

مولانا عبدالرحمٰن عاجز

آنکھوں سے مسلماں کی یارب پھر پردۂ غفلت سرکا دے
بھٹکے ہوئے اپنے بندوں کو پھر راہِ ہدایت دکھلا دے

ایماں کی حرارت سے یارب پھر قلبِ مسلماں گرما دے
پھر مشعلِ ایماں روشن ہو پھر شعلۂ ایماں بھڑکا دے

وُہ ذوقِ عبادت دے ہم کو جو حسنِ یقیں بن کر چمکے
وُہ نورِ نظر میں پیدا کر جو شمس و قمر کو شرما دے

بدعت کی ظلمت چھٹ جائے باطل کی لعنت مٹ جائے
سنت کی اشاعت ہو ہر سُو توحید کی خوشبو پھیلا دے

عریانی کے ساماں جل جائیں، فحاشی کے اڈے مٹ جائیں
بے دینی کی آندھی رُک جائے الحاد کے طوفاں ٹھہرا دے

قرآں کی تلاوت کا یارب پھر شوق دلوں میں پیدا کر
پھر اس کے معانی بتلا دے پھر اس کے مطالب سمجھا دے

پھر دیکھیں آنکھیں مسلم کی، وُہ موسمِ گل کی شادابی،
چودہ سو سال پرانا پھر وُہ دورِ صحابہؓ لوٹا دے

پھر باطل پر حق غالب ہو اور جھوٹا خاسر خائب ہو
پھر کفر سے ایماں ٹکرا دے پھر بدر کا قصہ دہرا دے

میدانِ قیامت میں یارب میں جس دم حاضرِ خدمت ہوں
جا عاجزؔ تجھ کو بخش دیا، اس طرح مجھے تو فرما دے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

تحقیق و تنقید

حافظ صلاح الدین صاحب یوسف
ایڈیٹر الاعتصام لاہور

غیر اللہ کو مدد کیلیے پکارنا جائز ہے یا نہیں؟

ایک علمی جائزہ!

صنم پرست مشرکین بھی فاعلِ حقیقی اللہ ہی کو مانتے ہیں:

یہ کہنا کہ "اللہ تعالیٰ کو فاعلِ حقیقی مانتے ہوئے کسی کو مدد کے لئے پکارا جائے، تو یہ شرک نہیں" تو عرض ہے کہ اس صورت میں ماننا پڑے گا کہ دنیا میں شرک کا وجود کبھی رہا ہی نہیں ہے۔ اور قرآن کریم میں (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ نے خواہ مخواہ لوگوں کو مشرک قرار دیا ہے۔

قرآنِ مجید میں بڑی وضاحت کے ساتھ بار بار یہ بات بیان کی گئی ہے کہ عرب کے مشرکین جو دعوتِ توحید کے مخاطبِ اول تھے، وہ یہ مانتے تھے کہ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق و مالک اور پروردگار صرف اللہ ہے اور وہی واحد ہستی ہے جس کے ہاتھ میں کائنات کی تدبیر اور تصرّف ہے۔ لیکن اس کے باوجود قرآن نے ان عربوں کو مشرک کہا۔ سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ماننے کے باوجود وہ مشرک کیوں قرار پائے؟

یہی وہ نکتہ ہے جس پر غور کرنے سے شرک کی حقیقت واضح ہوتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مشرکینِ عرب نے خدا کے سوا جن ہستیوں کو معبود اور دیوتا مان رکھا تھا وہ ان کو خدا تعالیٰ کی مخلوق، اس کا مملوک اور بندہ ہی مانتے تھے لیکن اس کے ساتھ ان کا دعویٰ یہ تھا کہ چونکہ یہ لوگ اپنے اپنے وقتوں میں اللہ کے نیک بندے اور اس کے چہیتے تھے، اللہ تعالیٰ کے ہاں انہیں خاص مقام حاصل ہے اس بنا پر وہ بھی کچھ اختیارات اپنے پاس رکھتے ہیں۔ ہم ان کی عبادت پوجا اس لئے نہیں کرتے کہ یہ خدائی اختیارات کے حامل ہیں، ہم تو ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا تقرّب حاصل کرتے ہیں اور بطورِ وسیلہ اور سفارش ان کو پکارتے ہیں اور ان سے استغاثہ کرتے ہیں۔ خود قرآنِ کریم میں مشرکین کے یہ اقوال نقل کئے گئے ہیں۔ سورۂ یونس میں فرمایا گیا:

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

"وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ" (آیت ۱۸)

"اور (وہ مشرکین عرب) اللہ کے سوا ایسی چیز کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو نقصان پہنچا سکے اور نہ نفع۔ اور کہتے (یہ) ہیں کہ یہ تو ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس!"

دوسرے مقام پر فرمایا:

"وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ!" (الزمر:۲)

"جن لوگوں نے اللہ کے سوا اپنے حمایتی پکڑ رکھے ہیں (ان کا کہنا ہے) کہ ہم تو ان کی صرف اس واسطے عبادت کرتے ہیں کہ ہم کو یہ اللہ کے قریب پہنچا دیں!"

اور صحیح احادیث میں آتا ہے کہ مشرکین عرب حج میں یہ تلبیہ پڑھا کرتے تھے:

"لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ إِلَّا شَرِيكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ" (صحیح مسلم، کتاب الحج۔ باب التلبیۃ وصفتہا ووقتہا)

"خداوندا! ہم تیرے حضور حاضر ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں، سوائے اس شریک کے جو تیرا ہی ہے۔ تو اس کا مالک ہے۔ جن پر اس کی ملکیت اور حکومت ہے، ان کا مالک بھی تو ہی ہے!"

اور صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی صراحت موجود ہے کہ قوم نوح کے وہ پانچ بت جن کا ذکر قرآن مجید (سورۂ جن) میں کیا گیا ہے، جن کی وہ عبادت و پرستش کرتے تھے۔ اللہ کے نیک بندوں کے بت تھے:

"أَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِينَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ فَلَمَّا هَلَكُوا أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ أَنِ انْصِبُوا إِلَى مَجَالِسِهِمُ الَّتِي كَانُوا يَجْلِسُونَ أَنْصَابًا وَسَمُّوهَا بِأَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتَّى إِذَا هَلَكَ أُولَئِكَ وَتُنُسِّخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ"

(صحیح بخاری ج ۲، ص ۷۳۲، تفسیر سورۂ جن)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

"یعنی قوم نوح کے پانچ بُت "دراصل قوم نوح کے نیک آدمیوں کے نام تھے، جب وہ مر گئے تو شیطان نے ان کے ارادت مندوں کو کہا کہ (ان کی یاد تازہ رکھنے کے لئے) ان کے مجسمے بنا کر اپنی بیٹھکوں میں رکھ لو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا لیکن جب یہ مجسمے بنانے والے) فوت ہو گئے تو ان کی بعد کی نسل نے ان تصویروں اور مجسموں کی عبادت شروع کر دی"

بہر حال قرآن وحدیث اور صحابہ رضؓ کی تصریحات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مشرکین عرب کا شرک بھی یہی تھا کہ انہوں نے اللہ کے نیک بندوں کو ان کی وفات کے بعد اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھا، ان کے نام کی نذر ونیازیں دیں اور ان کے آستانوں پر سالانہ میلوں ٹھیلوں کا اہتمام کیا ورنہ فاعلِ حقیقی وہ بھی اللہ ہی کو مانتے تھے اور جب زیادہ مشکلات میں گھر تے تو پھر وہ ان غیروں کو چھوڑ کر فاعلِ حقیقی (اللہ تعالےٰ) ہی کی طرف رجوع کرتے تھے، جس کی شہادت خود قرآنِ مجید نے دی ہے مثلاً سمندر میں، جہاں کوئی ظاہری مادی سہارا انہیں نظر نہ آتا، تو وہاں صرف اللہ رب العالمین کو پکارتے اور اپنے خود ساختہ بزرگوں اور معبودوں کو چھوڑ دیتے۔

"فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ؛"

(العنکبوت ۶۵)

"جب یہ مشرکین (دریائی سفر میں) کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو (خطرے کے وقت) خالص اعتماد کرتے ہوئے اللہ ہی کو پکارتے ہیں"

دوسری جگہ فرمایا:

"وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ؛"

(بنی اسرائیل ۶۷)

"اے مشرکو! جب تم دریا میں (طوفان وغیرہ کی) مصیبت میں گھر جاتے ہو تو ہمارے وہ دیوتا جن کو تم پکارا کرتے ہو، غائب (در گم) ہو جاتے ہیں۔ اس وقت تم بس اللہ تعالےٰ ہی کو پکارتے ہو"

قبر پرست مسلمانوں کا شرک:

بالکل یہی شرک ان مسلمانوں میں پایا جاتا ہے جو قبر پرست ہیں اور جن کی وکالت مدیر "رضوان" نے فرمائی ہے۔ ذرا بتلایا جائے کہ مشرکین عرب اور موجودہ قبر پرست مسلمانوں

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کے شرک میں کیا فرق ہے ؟ اگر اب بھی مدیر "رضوان" کو شک ہو تو ان اکابر علماء کی تصریحات ملاحظہ فرما لیں جن کو وہ بھی قابلِ اعتماد گردانتے ہیں، ان حنفی علماء اور بزرگوں نے بھی وضاحت کی ہے کہ مسلمان جاہل عوام قبروں کے ساتھ جو کچھ کرتے ہیں وہ صریحاً مشرکانہ اعمال و اعتقاد ہیں چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رح لکھتے ہیں :

"وحیوانات را کہ نذر مشائخ می کنند و بر سر قبر ہائے ایشاں رفتہ آں حیوانات ذبح می نمایند در روایاتِ فقہیہ ایں عمل را نیز داخل شرک ساختہ اند دریں مبالغہ نمودہ ایں ذبح را از جنسِ ذبائح جن انگاشتہ اند کہ ممنوع شرعی است و داخل دائرہ شرک"۔

(مکتوب امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب ۴۱)

"اور یہ لوگ بزرگوں کے لئے جو حیوانات (مرغوں، بکروں وغیرہ) کی نذر مانتے ہیں اور پھر ان کی قبروں پر جا کر ان کو ذبح کرتے ہیں تو فقہی روایات میں اس فعل کو بھی شرک میں داخل کیا گیا ہے۔ اور فقہاء نے اس باب میں پوری سختی سے کام لیا ہے اور ان قربانیوں کو جنوں (دیوتاؤں اور دیویوں) کی قربانی کے قبیل سے ٹھہرایا ہے جو شرعاً ممنوع اور داخل شرک ہیں"۔

اسی مکتوب میں آگے چل کر وہ اُن جاہل مسلمان عورتوں کے بارے میں لکھتے ہیں جو پیروں اور بیبیوں کو راضی کرنے کی نیت سے ان کے نام کے روزے رکھتی ہیں اور ان روزوں کے توسّل سے ان پیروں اور بیبیوں سے اپنی حاجتیں طلب کرتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ وہ ہماری حاجتیں پوری کریں گے۔ ان کے بارے میں حضرت مجدد رح فرماتے ہیں :

"ایں شرکت در عبادت است"

کہ "ان جاہل عورتوں کا یہ عمل شرک فی العبادت ہے"۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح فرماتے ہیں :

"اگر در تصویر حال مشرکین و اعمالِ ایشاں توقف داری احوال محترفان اہل زمانہ خصوصاً آناں کہ بر اطراف دار الاسلام سکونت دارند ملاحظہ کن کہ — — — بر قبور و آستانہا می روند و انواع شرک بر عمل می آرند"

(الفوز الکبیر فی اصول التفسیر ص")

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

"اگر عرب کے مشرکین کے احوال و اعمال کا صحیح تصور تمہارے لئے مشکل ہو اور اس میں کچھ توقف ہو تو اپنے زمانے کے پیشہ ور عوام، خصوصاً وہ جو دارالاسلام کے اطراف میں رہتے ہیں، ان کا حال دیکھ لو۔ وہ قبروں، آستانوں اور درگاہوں پر جاتے ہیں اور طرح طرح کے شرک کا ارتکاب کرتے ہیں"

اور "حجۃ اللہ البالغۃ" میں شرک کی مختلف شکلیں بیان کر کے لکھتے ہیں:

"وَهٰذَا مَرَضُ جُمْهُوْرِ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَالْمُشْرِكِيْنَ وَبَعْضِ الْغُلَاةِ مِنْ مُنَافِقِيْ دِيْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَنَا هٰذَا"

(حجۃ اللہ البالغۃ باب فی حقیقۃ الشرک ص ۶۱)

"اور شرک کی یہ وہ بیماری ہے جس میں یہود، عیسائی اور مشرکین بالعموم اور ہمارے اس زمانے میں مسلمانوں میں سے بعض غالی منافقین مبتلا ہیں"

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سورۂ مزمل کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ شان صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہے کہ جو اس کو جب اور جہاں سے یاد کرے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہو جائے۔ اور یہ بھی اسی کی شان ہے کہ وہ اس ذاکر بندے کی فوت مدرکہ میں آجائے جس کو شریعت کی خاص زبان میں دنو، تدلی اور قرب و نزول کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں:

"ایں ہر دو صفت خاصہ ذاتِ پاک او تعالیٰ است، ہیچ مخلوق را حاصل نیست۔ آرے بعضے کفرہ در حق بعضے از معبودانِ خود و بعضے پیر پرستان از زمرۂ مسلمین در حق پیرانِ خود ایں امر اول را ثابت می کنند و در وقتِ احتیاج بہمیں اعتقاد بآنہا استعانت می نمایند" (تفسیر عزیزی، پارہ تبارک الذی۔ سورۂ مزمل۔ صفحہ ۱۸۱)

"اور یہ دونوں صفتیں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کا خاصہ ہیں، یہ کسی مخلوق کو حاصل نہیں ہیں۔ ہاں بعضے کفار اپنے بعض معبودوں اور دیوتاؤں کے بارے میں اور مسلمانوں میں سے بعض پیر پرست اپنے پیروں کے بارے میں ان میں سے پہلی چیز ثابت کرتے ہیں اور اپنی حاجتوں کے وقت اسی اعتقاد کی بنا پر ان سے مدد چاہتے ہیں اور مدد کے لئے ان کو پکارتے ہیں"

اپنے فتاویٰ میں ایک سوال کے جواب میں ہندوستان کے ہندوؤں کے شرک کا حال

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

بیان کرکے آخر میں فرماتے ہیں:

"وہمیں است حال فرقہ ہائے بسیار از مسلمین مثل تعزیہ سازان و مجاوران قبور و جلالیان و مداریان" (فتاویٰ عزیزی ج ۱، ص ۱۲۴ طبع مجتبائی دہلی)

"یہی حال ہے بہت سے مسلمان فرقوں کا مثلاً تعزیہ بنانے والوں، قبروں کے مجاوروں اور جلالیوں مداریوں کا۔"

اور اسی فتاویٰ میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"درباب استعانت بہ ارواحِ طیبہ دریں امت افراط بسیار بوقوع آمدہ آنچہ جہال و عوام ایں ہا می کنند و ایشاں را در ہر عمل مستقل دانستہ اند بلاشبہ شرکِ جلی است" (حوالہ مذکور ص ۱۲۱)

"ارواحِ طیبہ (نیک لوگوں کی روحوں) سے استعانت (مدد طلب کرنے) کے معاملے میں اس امت کے جہال و عوام جو کچھ کرتے ہیں اور ہر کام میں بزرگانِ دین کو مستقل مختار سمجھتے ہیں، یہ بلاشبہ شرکِ جلی ہے (خلاصہ)۔"

اسی طرح اور بھی کئی بزرگوں نے اس انداز کی صراحتیں کی ہیں کہ قبر پرست مسلمانوں کے اعمال و عقائد صریحاً مشرکانہ ہیں۔

فقہ حنفی کی صراحت:

یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ تمام قبر پرست اپنے آپ کو فقہ حنفی کا پیرو کہتے ہیں حالانکہ فقہ حنفی میں بھی ان امور کو، جن کا ارتکاب قبر پرست کرتے ہیں، حرام و باطل اور کفر و شرک بتلایا گیا ہے۔ چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب "دُرِّ مختار" میں ہے:

"وَاعْلَمْ اَنَّ النَّذْرَ الَّذِیْ یَقَعُ لِلْاَمْوَاتِ مِنْ اَکْثَرِ الْعَوَامِ وَمَا یُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالشَّمْعِ وَالزَّیْتِ وَنَحْوِهَا اِلٰی ضَرَائِحِ الْاَوْلِیَاءِ الْکِرَامِ تَقَرُّبًا اِلَیْهِمْ فَهُوَ بِالْاِجْمَاعِ بَاطِلٌ وَحَرَامٌ" (آخر کتاب الصوم)

"معلوم ہونا چاہیئے کہ اکثر عوام، مُردوں کے نام پر جو نذریں نیازیں دیتے ہیں، چڑھاوے چڑھاتے ہیں، اولیاء کرام کا تقرب حاصل کرنے کے لئے مالی نذرانے پیش کرتے اور ان کی قبروں پر چراغ اور تیل جلاتے ہیں وغیرہ، یہ سب چیزیں بالاجماع باطل

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اور حرام ہیں "

درّ مختار کی مشہور شرح الرد المختار (المعروف فتاویٰ شامی) میں اس کی شرح یوں کی گئی ہے:

"قَوْلُهٗ بَاطِلٌ وَّحَرَامٌ لِوُجُوْهٍ مِنْهَا اَنَّهٗ نَذْرٌ لِمَخْلُوْقٍ لَا يَجُوْزُ لِاَنَّهٗ عِبَادَةٌ وَّ الْعِبَادَةُ لَا تَكُوْنُ لِمَخْلُوْقٍ وَمِنْهَا اَنَّ الْمَنْذُوْرَ لَهٗ مَيِّتٌ وَّالْمَيِّتُ لَا يَمْلِكُ. وَمِنْهَا اَنَّهٗ اِنْ ظَنَّ اَنَّ الْمَيِّتَ يَتَصَرَّفُ فِي الْاُمُوْرِ دُوْنَ اللهِ تَعَالٰى وَاِعْتِقَادُهٗ ذٰلِكَ كُفْرٌ" (ردّ المختار جلد دوم ص ۴۳۹ طبع مصر ۱۹۶۶ء)

یعنی "اس نذر لغیر اللہ کے باطل اور حرام ہونے کی کئی وجوہ ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ:

- یہ قبروں کے چڑھاوے وغیرہ مخلوق کے نام کی نذریں ہیں۔ اور مخلوق کے نام کی نذر جائز ہی نہیں۔ اس لیے کہ (نذر بھی) عبادت ہے۔ اور عبادت کسی مخلوق کی جائز نہیں۔
- اور ایک وجہ یہ ہے کہ منذور لہ (جس کے نام کی نذر دی جاتی ہے) مُردہ ہے اور مُردہ کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔
- اور ایک وجہ یہ ہے کہ نذر دینے والا شخص مُردوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ اللہ کے سوا کائنات میں تصرف کرنے کا اختیار رکھتے ہیں، حالانکہ مُردوں کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا بھی کفر ہے۔

فتاویٰ عالمگیری کا فتویٰ:

اسی طرح فتاویٰ عالمگیری، جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسے پانچ سو حنفی علماء نے مرتب کیا ہے، اس میں لکھا ہے:

"وَالنَّذْرُ الَّذِيْ يَقَعُ مِنْ اَكْثَرِ الْعَوَامِ بِاَنْ يَّاْتِيَ اِلٰى قَبْرِ بَعْضِ الصُّلَحَاءِ وَيَرْفَعُ سِتْرَهٗ قَائِلًا يَا سَيِّدِيْ فُلَانٌ اِنْ قَضَيْتَ حَاجَتِيْ فَلَكَ مِنِّيْ مِنَ الذَّهَبِ مِثْلُ كَذَا بَاطِلٌ اِجْمَاعًا!"

"اکثر عوام میں جو یہ رواج ہے کہ وہ کسی نیک آدمی کی قبر پر جا کر نذر مانتے ہیں کہ اے فلاں بزرگ، اگر میری حاجت پوری ہو گئی تو اتنا سونا یا کوئی اور چیز تمہاری قبر پر چڑھاؤں گا۔ یہ نذر بالاجماع باطل ہے۔"

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

پھر لکھا ہے :

"فَمَا یُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَنَحْوِهَا وَيُنْقَلُ إِلَى ضَرَائِحِ الْأَوْلِيَاءِ الْكِرَامِ تَقَرُّبًا إِلَيْهِمْ فَحَرَامٌ بِالْإِجْمَاعِ"

(الفتاوی الهندیہ المعروف فتاوی عالمگیری جلد اول ص۲۱۶ باب الاعتکاف طبع مصر)

"پس جو دینار درہم یا اور چیزیں اولیاء کرام کی قبروں پر ان کا قرب حاصل کرنے (ان کو راضی کرنے) کے لیئے لی جاتی ہیں۔ وہ بالاجماع حرام ہیں"

مُردوں سے استغاثہ واستعانت کرنے والے کا یہ عقیدہ بھی ہوتا ہے کہ وہ میرے حال سے واقف ہے اور وہ عالم الغیب ہے کیونکہ اس عقیدے کے بغیر ہزاروں میل کے فاصلے سے کسی مُردہ بزرگ کو پکارنے کا کوئی مطلب ہی نہیں رہتا۔ اور اللہ کے سوا کسی اور کو عالم الغیب سمجھنے والے کی بھی فقہ حنفی میں تکفیر کی گئی ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری حنفی شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

"ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يَعْلَمُوا الْمُغَيَّبَاتِ مِنَ الْأَشْيَاءِ إِلَّا مَا عَلَّمَهُمُ اللهُ تَعَالَى أَحْيَانًا وَذَكَرَ الْحَنَفِيَّةُ تَصْرِيحًا بِالتَّكْفِيرِ بِاعْتِقَادِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ لِمُعَارَضَةِ قَوْلِهِ تَعَالَى "قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللهُ" كَذَا فِي الْمُسَايَرَةِ!"

(شرح فقہ اکبر، ص۱۸۲ طبع مجتبائی)

یعنی "معلوم ہونا چاہیے کہ انبیاء علیہم السلام غیب کی صرف انہی باتوں کو جانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً ان کو بتلا دے اور فقہائے حنفیہ نے اس عقیدے کو، کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب تھا" صراحۃً کفر قرار دیا ہے کیونکہ یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللهُ" کے معارض (مخالف) ہے۔ یہی بات شیخ ابن الہمام نے مسایرہ میں ذکر کی ہے"

فقہ حنفی کی ایک اور مشہور کتاب فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

"رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بِغَيْرِ شُهُوْدٍ فَقَالَ الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ خدائے را و پیغامبر را گواہ کردیم" قَالُوْا يَكُوْنُ كُفْرًا لِأَنَّهُ اعْتَقَدَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ وَھُوَ مَا کَانَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ حِیْنَ کَانَ فِی الْاَحْیَاءِ فَکَیْفَ بَعْدَ الْمَوْتِ!"

(فتاویٰ قاضی خاں بر حاشیہ فتاویٰ عالمگیری، ج ۳، ص ۵۷۶، طبع بولاق ۱۳۱۰ھ فتاویٰ بزازیہ ص ۳۲۵ بر حاشیہ فتاویٰ عالمگیری ص ۳۲۵ ج ۶)

"کسی آدمی نے کسی عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا، البتہ مرد و عورت نے یہ کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ ... کو گواہ بناتے ہیں، فقہائے (حنفیہ) کہتے ہیں کہ ایسا کہنا کفر ہے اس لئے کہ اس کا اعتقاد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب جانتے ہیں۔ حالانکہ آپؐ اپنی زندگی میں عالم الغیب نہ تھے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد آپؐ عالم الغیب کیونکر ہو سکتے ہیں؟"

اور فتاویٰ بزازیہ میں ہے:

"وَقَالَ عُلَمَاءُنَا مَنْ قَالَ اِنَّ اَرْوَاحَ الْمَشَائِخِ حَاضِرَۃٌ تَعْلَمُ یَکْفُرُ"

(بحوالہ فتاویٰ مولانا عبدالحی ج ۲ ص ۴۴ بحوالہ فتاویٰ بزازیہ ص ۳۲۶ بر حاشیہ فتاویٰ عالمگیری جلد ۶)

یعنی "ہمارے (حنفی) فقہائے نے کہا ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ بزرگوں کی روحیں حاضر ہوتی اور غیب جانتی ہیں، وہ کافر ہے"

اسی طرح فقہ حنفی میں قبروں کا طواف، قبروں کو چومنا، ان کی تعظیم کے لئے جھکنا اور وہاں دست بستہ قیام وغیرہ یہ تمام چیزیں ناجائز اور حرام لکھی ہیں اور قبروں پر سجدے کو کفر تک سے تعبیر کیا گیا ہے۔

قبروں کے پجاری بالعموم اور ان کے وکیل و حمایتی بالخصوص اس آئینے میں اپنا سراپا دیکھ کر فیصلہ کر لیں کہ خود فقہ حنفی ان کی بابت کیا فیصلہ صادر کر رہی ہے، ہم یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ فرمودات نقل نہیں کر رہے ہیں جن میں یہود و نصاریٰ کو اسی لئے ملعون قرار دیا گیا ہے کہ انہوں نے اپنے نیک لوگوں اور نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا (کہ مضمون خاصا طویل ہو گیا ہے) اس لیے اب ہم بات کو سمیٹتے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کیوں ناجائز ہے؟

اس تفصیل سے واضح ہے کہ "یا علی مدد" ، "اَغِثْنِی یا رسول اللہ" اور "یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ" وغیرہ جیسے الفاظ اور وظیفوں سے فوت شدگان سے استغاثہ (مدد طلب کرنا) حرام، ناجائز اور مشرکانہ فعل ہے کیونکہ ایسا کرنے والے کا عقیدہ یہی ہوتا ہے کہ جس کو وہ مدد کے لئے پکار رہا ہے، وہ اس کی فریاد سننے پر قادر ہے، وہ عالم الغیب ہے، وہ کائنات میں تصرف کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ حالانکہ یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں جو صرف اس کے ساتھ خاص ہیں۔ اسی لئے فقہ حنفی میں اس امر کو شرک و کفر سے تعبیر کیا گیا ہے اور حنفی بزرگوں نے اسی بنا پر "یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ" کو ناجائز اور کفر و شرک لکھا ہے۔ چنانچہ قاضی ثناء اللہ حنفی پانی پتی فرماتے ہیں:

"آنچہ جہاں می گویند یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین پانی پتی شیئاً للہ جائز نیست، شرک و کفر است" (ارشاد الطالبین ص ۱۸)

اور مولانا عبد الحی حنفی لکھنوی لکھتے ہیں کہ اس وظیفے سے احتراز لازم و واجب ہے، بعض فقہا نے اس پر کفر تک کا اطلاق کیا ہے، نیز اس وظیفہ کے پڑھنے والے کے دل میں یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ وہ مردہ بزرگ عالم الغیب اور صاحب اختیار ہے اور یہ عقیدہ شرک ہے۔ ان کی اصل عبارت یہ ہے:

"ازیں چنیں وظیفہ احتراز لازم و واجب۔ اولاً ازیں جہت کہ ایں وظیفہ متضمن شیئاً للہ است و بعض فقہاء از با ہمچو لفظ حکم کفر کردہ اند چنانکہ در دُرِّ مختار می نویسد کذا قول شیء للہ قیل یکفر انتہیٰ۔ ثانیاً ازیں جہت کہ ایں وظیفہ متضمن است ندائے اموات را از امکنہ بعیدہ و شرعاً ثابت نیست کہ اولیاء را قدرتے حاصل است کہ از امکنہ بعیدہ ندا را بشنوند۔ البتہ سماع اموات سلام زائر قبر را ثابت است بلکہ اعتقاد ایں کہ کسے غیر حق سبحانہ حاضر و ناظر و عالم خفی و جلی در ہر وقت و ہر آن است اعتقاد شرک است۔ در فتاویٰ بزازیہ می نویسد تزوج بلا شہود و قال خدائے و رسولِ خدا و فرشتگان را گواہ کردہ ام یُکَفَّرُ لِاَنَّہٗ اعْتَقَدَ اَنَّ الرَّسُوْلَ وَالْمَلَکَ یَعْلَمَانِ الْغَیْبَ وَقَالَ عُلَمَاءُنَا مَنْ قَالَ اَنَّ اَرْوَاحَ الْمَشَائِخِ حَاضِرَۃٌ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

تعلمو یکفرو" انتہیٰ۔

"وحضرت شیخ عبدالقادر اگرچہ از اجلۂ اولیاءِ امتِ محمدیہ ہست اند و مناقب و فضائل شان لاتعد ولا تحصیٰ اند لیکن چنین قدرت شان کہ فریاد را از امکنۂ بعیدہ بشنوند و بہ فریاد رسند ثابت نیست و اعتقاد ایں کہ آنجناب ہر وقت حالِ مریدانِ خود می دانند و ندائے شان می شنوند از عقائد شرک است۔"

(مجموعۂ فتاویٰ مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی۔ ج ۲، ص ۴۴)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ لکھتے ہیں:

"بدانکہ دریں مقام مزلۃ الاقدام بسیارے افتادہ اند در شافع و مشفوع الیہ فرق نکردہ اند می گویند یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یعنی اے شیخ عبدالقادر جیلانی چیزے از برائے خدا بدہ، دریں کلام خدا تعالیٰ را شفیع گردانیدہ اند و حضرت شیخ را دہندہ و حقیقت بالعکس می نماید" (البلاغ المبین ص ۱۱۴-۱۱۵۔ طبع لاہور)

"جاننا چاہیئے، یہ بہت سے لوگوں کے پھسل جانے کا مقام ہے، انہوں نے سفارش کرنے والے اور جس کی طرف سفارش کی جائے، میں فرق نہیں سمجھا۔ کہتے ہیں یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ یعنی "اے شیخ عبدالقادر جیلانی خدا کے لئے کچھ دے" اس کلام میں انہوں نے خدا کو سفارشی بنایا ہے اور حضرت شیخ ؒ کو دینے والا حالانکہ حقیقت اس کے برعکس معلوم ہوتی ہے"۔

(ترجمہ "البلاغ المبین"، طبع ملتان، ص ۱۱۲)

اس طرح کی استمداد کو، جو وظیفہ مذکورہ (شیئاً للہ) میں کی گئی ہے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے خدا کی توہین قرار دیا ہے، چنانچہ وہ اس کے بعد لکھتے ہیں:

"ازیں جا دریافت شد کہ بواسطہ خدا از مخلوق حاجت خواستن خصوصاً از عالمیان غیب گویا خدا را بے چارا دانستن و مخلوق را توانا و دانا پندا شتن است۔ معاذ اللہ من ذٰلک" (البلاغ المبین فارسی ص ۱۱۵)

یعنی "اس سے ثابت ہوا کہ زندہ و غیر زندہ مخلوق کے پاس اللہ تعالیٰ کو شفیع بنا کر لایا یا اس کا واسطہ دے کر مخلوق سے حاجت روائی چاہنا گویا خدا کو عاجز سمجھنا اور مخلوق کو توانا تمہ جاننا ہے۔ معاذ اللہ من ذٰلک" (ترجمہ اردو۔ ص ۱۱۴)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

تحقیق و تنقید

جناب عبدالرؤف ظفر

معراج النبیؐ پر کیے گئے اعتراضات کا علمی جائزہ!

حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں پوری جرح و تعدیل کے ساتھ ان تمام روایات کو نقل کیا ہے۔ پھر پچیس صحابہ کرام کے اسمائے گرامی نقل کیے ہیں جن سے یہ روایات منقول ہیں۔ ان کے اسماء یہ ہیں:

حضرت عمرؓ بن خطاب، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابو ذر غفاریؓ، حضرت مالک بن صعصعہؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت شداد بن اوسؓ، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن قرصؓ، حضرت ابو حیہؓ، حضرت ابو لیلیٰؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت حذیفہ بن یمانؓ، حضرت بریدہؓ، حضرت ابو ایوب انصاریؓ، حضرت ابو امامہ باہلیؓ، حضرت سمرۃ بن جندبؓ، حضرت ابو الحمراءؓ، حضرت صہیب رومیؓ، حضرت ام ہانیؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ۔

اس کے بعد ابن کثیرؒ نے لکھا ہے:

"حَدِيثُ الْإِسْرَاءِ أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ وَأَعْرَضَ عَنْهُ الزَّنَادِقَةُ وَالْمُلْحِدُونَ۔" (ابن کثیر ج ۳ ص ۲۹)

"اسراء کی حدیث پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ لیکن زندیق اور بے دین ان کو تسلیم نہیں کرتے۔"

بعد ازاں یہ آیت لکھی ہے:

"يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔" (الصّف: ۸)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

"یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچانے والا ہے خواہ کافر اس کو کتنا ہی گراں سمجھیں"۔

گویا ان کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان ہو کر معراج کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں اپنے غیر مسلم ہونے کا اعلان کرے، پھر کوئی پابندی نہیں ہو گی۔ شتر بے مہار خواہ احادیث چھوڑ، قرآن کا بھی انکار کر دے تو مضائقہ نہیں ہو گا۔ فافہم و تدبّر!

۸۔ دیگر انبیاءؑ کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے عجائبات دکھائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے مُردوں کو زندہ کیا اور فرمایا:

"وَاعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" (البقرۃ ۲۶)

"یقین رکھیے کہ اللہ بڑا زبردست بڑا حکمت والا ہے!"

دوسری جگہ فرمایا:

"وَكَذٰلِكَ نُرِيْ إِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ" (الانعام ۷۵)

"اور اسی طرح ہم نے ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کی حکومت دکھائی"۔

موسیٰ علیہ السلام کو بھی انوارِ الٰہی کی تجلیات کوہ طور پر دکھائی گئیں جو ان سے برداشت نہ ہو سکیں تو:

"وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا!" (الاعراف ۱۴۳)

"موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گر پڑے!"

اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق تورات میں ذکر ہے: (سیرت النبی ج ۳ ص۳۹۴) اور دیگر انبیاءؑ سے بڑھ کر آں حضرتؐ کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کی سیر کرائی، اور پھر شرفِ ہمکلامی عطا فرما کر نماز، خواتیم سورۃ البقرۃ اور شرک نہ کرنے پر مغفرت کا تحفہ امتِ محمدیہ کے لیے عنایت فرمایا (مسلم ج ۱ ص۱۱۱ باب فی المعراج)۔ تو یہ اس کی عنایت ہے اور فضل ہے کیونکہ آپ افضل الرسل اور سید ولدِ آدم ہیں۔

۴۔ آسمانی سفر کا ذکر آں حضرتؐ کی وفات کے ۱۰۰ سال بعد سیرت ابنِ اسحاق میں درج نہیں ہوا بلکہ اس کی تفصیل آں حضرتؐ کے دور میں سورۃ النجم میں نازل ہوئی، پھر صحابہ کرامؓ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر اسے اپنے پاس مصاحف میں درج کیا، جیسا کہ پہلے مقدمہ کے نمبر ۲ میں بیان ہو چکا ہے۔ کوئی بات اسی سلسلہ میں ہمارے

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

پاس بے سند نہیں پہنچی بلکہ پوری جانچ پڑتال سے احادیث ملی ہیں۔ جہاں تک اسلام کے قبیلۂ قریش اور دیگر قبائل میں پھیلنے کا تعلق ہے، اس روایت میں قبولِ اسلام کا ذکر نہیں بلکہ پھیلنے کا ہے، اس کے لفظ یہ ہیں:

" ثُمَّ اُسْرِیَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى وَهُوَ بَيْتُ الْمَقْدِسِ مِنْ اِيْلِيَاءَ وَقَدْ فَشَا الْاِسْلَامُ بِمَكَّةَ فِىْ قُرَيْشٍ وَفِى الْقَبَائِلِ كُلِّهَا "

(سیرت ابن ہشام مع روض الانف للسہیلی صہ ۲۴۲)

" پھر آں حضرتؐ کو مسجد حرام سے بیت المقدس تک رات کے وقت لے جایا گیا۔ اس وقت اسلام مکہ میں قبیلۂ قریش اور تمام قبائل میں پھیل چکا تھا۔"

اس روایت کو واقعۂ معراج کے غلط ثابت کرنے کے لیے دلیل کے طور پر دو جگہ صاحبِ مضمون نے بیان کیا ہے۔ حالانکہ اس میں کیا قباحت ہے کہ قریش کے اہم آدمی اسلام قبول کر چکے تھے اور تمام قبائل کو آں حضرتؐ کی دعوت کا علم تھا، شعب ابی طالب میں محصور ہونے کا تین سالہ دور گزر چکا تھا اور مسلمانوں کو کفار اذیتیں پہنچاتے رہے تو اسلام کب لوگوں سے چھپا ہوا تھا؟ سمجھ میں نہیں آتا، صاحبِ مضمون نے اس روایت کو معراج کے جھوٹا ہونے کے لیے دلیل کے طور پر کیسے پیش کر دیا؟

۵۔ آں حضرتؐ کو ٹھوکر مار کر جگانا نہایت ہتک آمیز ہے لیکن یہ حدیث صحاح ستہ میں کسی جگہ نہیں ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں بھی نہیں ہے۔ سیرت ابن ہشام جلد اول صہ ۲۴۴ پر یہ روایت ہے لیکن اس جگہ یہ لکھا ہے کہ:

" یہ روایت منقطع ہے، اس کو حسن بصری آں حضرتؐ سے بیان کرتے ہیں جبکہ ان کی ملاقات آں حضرتؐ سے ثابت نہیں ہے۔"

محدثین خود ہی جب اس روایت کو صحیح نہیں مانتے تو اس کو دلیل کے طور پر پیش کرنے کا کوئی مطلب ہی نہیں۔ مضمون نگار کی عقل پر حیرت ہے کہ حدیث کی حیثیت کو ویسے ہی تسلیم نہیں کرتے لیکن اپنا مطلب نکالنے کو ان روایات کو پیش کرتے ہیں جن پر محدثین خود تنقید کر چکے اور ان کی کوئی حیثیت تسلیم نہیں کرتے۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

صحیح روایات کے مطابق انہی اسراء کی احادیث میں موجود ہے کہ جبرائیل براق کے حرکت کرنے پر اسے بتاتے ہیں:

"أَبِمُحَمَّدٍ تَفْعَلُ هٰذَا فَمَا رَكِبَكَ أَحَدٌ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ مِنْهُ"

(ترمذی ج ۲ ص ۱۶۳)

"کیا محمدؐ سے ایسے کرتے ہو، اللہ کے نزدیک محمدؐ سے مکرم ومعزز تم پر پہلے سوار نہیں ہوا"

گویا جبرائیلؑ ہر مقام پر مؤدب نظر آتے ہیں۔ صاحبِ مضمون نے اس کے متعلق بھی اپنی ذاتی رائے کا اظہار کیا ہے۔ سچ ہے:

"كُلُّ إِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيهِ"

۶۔ تاریخ اور تعددِ معراج:

صحیح اور مستند روایات کے مطابق اور جمہور علماء کی رائے کے موافق معراج کا واقعہ ایک مرتبہ ہی پیش آیا جب آنحضرتؐ بیت المقدس اور پھر آسمانوں تک گئے، روایات کی جزئیات میں اختلاف کو رفع کرنے کے لئے بعض لوگوں نے متعدد دفعہ معراج کا ذکر کیا حالانکہ مستند روایات میں اس کا اشارہ بھی نہیں ہے۔

(شرحِ مواہب اللدنیہ جلد اول ص۳۵۵ بحوالہ سیرت النبیؐ جلد سوم ص۳۹۷)

اسراء اور معراج کے الگ ہونے کے متعلق شاذ اقوال ہیں لیکن صحابہ کرامؓ و محدثین علماء امت اور متکلمین کی عظیم اکثریت اس بات پر متفق ہے کہ بیت المقدس اور پھر آسمانوں تک آپؐ ایک ہی رات میں تشریف لے گئے۔ کسی بھی واقعہ کے متعلق جزئیات میں معمولی اختلاف ہو یا کسی واقعہ کو مختلف راویوں سے لیں یا مختلف مواقع پر خود بیان کریں تو ترتیبِ واقعات اور دیگر جزئی امور میں کئی قسم کے اختلافات عام مشاہدے کی بات ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس کے اہم اجزاء کے وقوع میں شک نہیں ہو سکتا۔

یہی چیز واقعہ معراج کے متعلق ہے۔ واقعہ معراج کے متعلق حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے:

"هٰذَا بَعِيْدٌ جِدًّا وَلَمْ يُنْقَلْ هٰذَا عَنْ أَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ وَلَوْ تَعَدَّدَ هٰذَا التَّعَدُّدُ لَأَخْبَرَ النَّبِيُّ بِهِ أُمَّتَهُ۔ الخ"

(تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص۲۲ سہیل اکیڈمی لاہور)

"یہ بہت بعید از قیاس بات ہے سلف میں سے کسی نے یہ نقل نہیں کیا اگر واقعہ معراج کئی

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

۔تاریخ و سیر

جناب عبدالرشید عراقی

برِّ صغیر پاک و ہند میں علم حدیث اور علمائے اہلحدیث کی مساعی

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی (۱۰۵۲ھ)

حضرت شیخ محمد طاہر پٹنی کے بعد علم حدیث کی نشر و اشاعت کے سلسلہ میں شیخ عبدالحق بن سیف الدین بخاری کا نام آتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق ۹۵۸ھ (بمطابق ۱۵۵۱ء) کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد شیخ سیف الدین سے حاصل کی، اس کے بعد مختلف اساتذہ کرام سے اکتسابِ فیض کیا۔ ۲۲ سال کی عمر میں تکمیلِ تعلیم کے بعد حرمین شریفین کے لیے روانہ ہوئے۔ راستہ میں احمد آباد میں شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی (م ۹۹۸ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی صحبت سے فیض حاصل کیا۔

۹۹۶ھ میں آپ حجاز پہنچے اور مولانا عبدالوہاب متقیؒ کی صحبت اختیار کی۔ مولانا عبدالوہاب کا شمار عدیم المثال علماء میں ہوتا تھا اور مولانا نے اپنے علمی تبحر کا سکہ حجاز، یمن اور شام سے منوایا تھا۔

حضرت شیخ عبدالحق نے تفسیر، حدیث، فقہ و اصولِ فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ حجاز سے واپسی کے بعد آپ نے دہلی میں (۱۰۰۰ھ) مسند درس و ارشاد بچھا دی۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں:

"حجاز سے واپسی پر شیخ عبدالحق نے دہلی میں مسند درس و ارشاد بچھادی شمالی ہندوستان میں اس زمانہ میں یہ پہلا مدرسہ تھا جہاں سے شریعت و سنت کی آواز بلند ہوئی۔ اس مدرسہ کا نصابِ تعلیم دوسری درس گاہوں سے بالکل مختلف تھا۔ یہاں قرآن و حدیث کو تمام علوم دینی کا مرکزی نقطہ قرار دے کر تعلیم دی جاتی تھی، فرمایا کرتے تھے ؂

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم
نہ بشم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

(حیاتِ شیخ عبدالحق محدث ص ۱۲۵)

درس و تدریس کا یہ ہنگامہ شیخ محدث نے اپنی زندگی کے آخری لمحات تک برپا رکھا۔ ان کا مدرسہ نہ صرف دہلی میں بلکہ سارے شمالی ہندوستان میں ایک امتیازی شان رکھتا تھا۔ سینکڑوں کی تعداد میں طلباء استفادہ کے لیے جمع ہوتے تھے اور متعدد اساتذہ درس و تدریس کا کام انجام دیتے تھے۔

شیخ محدث کا یہ دارالعلوم اس طوفانی دور میں شریعتِ اسلام اور سنتِ نبویؐ کی سب سے بڑی پشت پناہ تھا۔ مذہبی گمراہیوں کے بادل چاروں طرف منڈلاتے۔ مخالف طاقتیں بار بار اس دارالعلوم کے بام و در سے آ کر ٹکرائیں۔ لیکن شیخ محدث کے پائے ثبات میں ذرا بھی جنبش پیدا نہ ہوئی۔ ان کے عزم و استقلال نے وہ کام انجام دیا جو ان حالات میں ناممکن نظر آتا تھا۔ بقول حکیم الامتؒ ؎

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیے ہیں اندازِ خسروانہ

درس و تدریس کے ساتھ ساتھ حضرت شیخ نے تصنیف و تالیف کی طرف بھی پوری توجہ کی اور آپ نے تفسیر، تجوید، حدیث، عقائد، فقہ، تصوف، اخلاق، اعمال، فلسفہ و منطق، تاریخ، سیر، نحو، خطبات، مکاتیب، اشعار اور ذاتی حالات پر تقریباً ۶۰ کے قریب کتابیں لکھی ہیں۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی نے "حیاتِ شیخ عبدالحق" میں بترتیب حروفِ تہجی ص ۲۱۶ تا ۲۱۹ مکمل فہرست دی ہے۔

علمِ حدیث کے سلسلہ میں آپ نے جو گرانقدر خدمات انجام دی ہیں اس کے متعلق مولانا سید عبدالحیؒ (م ۱۳۴۱ھ) لکھتے ہیں:

"فنِ حدیث کی نشر و اشاعت کے لیے اللہ تعالیٰ نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی بن سیف الدین بخاری (م ۱۰۵۲ھ) کو منتخب فرمایا ان کے ذریعہ علمِ حدیث کی اشاعت بہت عام ہوئی۔ دارالسلطنت دہلی میں مسندِ درس آراستہ فرمائی اور اپنی ساری کوشش و صلاحیت اس علم کی

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

نشر و اشاعت پر صرف فرمائی۔ ان کی مجلس درس سے بہت سے علماء نے فن حدیث کی تکمیل کی اور بہت سی کتابیں بھی فن حدیث میں تصنیف فرمائیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس علم کی نشر و اشاعت میں بڑی جدوجہد کی۔ ان کی ذات اور ان کے علم سے اللہ نے بندوں کو بہت نفع پہنچایا۔ فن حدیث کی نشر و اشاعت میں ان کی جدوجہد اپنے پیشرو سے اس قدر نمایاں و ممتاز تھی کہ لوگوں نے یہاں تک کہہ دیا کہ حدیث کو ہندوستان میں سب سے پہلے لانے والے ہی شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ہیں۔" ۱؎

مولانا عطاء اللہ حنیف فرماتے ہیں:

"شیخ محمد بن طاہر پٹنی (م ۹۸۶ھ) اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) نے فن حدیث کی خدمت اور تشریح میں ہی اپنی عمریں صرف کر دیں تاکہ لوگ کتاب و سنت سے براہِ راست استفادہ کر کے ان فقہاء کے بے دلیل فتووں اور صوفیوں کے فریب کارانہ ہتھکنڈوں سے نجات حاصل کر سکیں۔" ۲؎

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) لکھتے ہیں:

"شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بہت سے مسائل میں فقہائے حنفیہ کے مقابلے میں اہل حدیث کی جانب کو ترجیح دی ہے۔" ۳؎

دارا شکوہ نے آپ کو بسلسلہ ترویج علوم حدیث "امامِ محدثانِ وقت" کا خطاب دیا۔ خافی خان لکھتا ہے:

"در کمالات صوری و معنوی و تحصیلِ علوم عقلی و نقلی خصوص تفسیر و حدیث در تمام ہندوستان ثانی نداشت۔" ۴؎

اور مولانا ابوالکلام آزاد (م ۱۳۷۷ھ) لکھتے ہیں:

"حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی جس دورِ علم و تعلّم کے بانی ہوئے اس کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ علم حدیث کے متعلق فارسی زبان میں جو ملک

۱؎ اسلامی علوم و فنون ہندوستان میں ص ۱۹۷ ۲؎ امام شوکانی ص ۶ ۳؎ تاریخ اہل حدیث ص ۳۸۹۔
۴؎ منتخب اللباب ص ۵۵۱ بحوالہ حیات شیخ عبدالحق ص ۲۸۳

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

کی عام زبان تھی، تصنیف و تالیف کی بنیاد ڈالی گئی۔" ۱؎

اور عربی سے فارسی میں ترجمہ کرنے کی حضرت شیخ کو بڑی مہارت حاصل تھی۔

مولانا السید نواب صدیق حسن خاں (۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں:

"در ترجمہ عربی بفارسی یکے از افراد ایں امت است، مثل او دریں کار و بار خصوصاً دریں روزگار احدے معلوم نیست۔" ۲؎

حضرت شیخ عبدالحق محدث نے احادیث پر جو کتابیں تصنیف کی ہیں اس کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ اشعۃ اللمعات فی شرح المشکوٰۃ (فارسی) مطبوعہ

۲۔ لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح (عربی) غیر مطبوعہ

۳۔ ترجمۃ الاحادیث الاربعین فی نصیحۃ الملوک والسلاطین (فارسی) غیر مطبوعہ

۴۔ جامع البرکات منتخب شرح المشکوٰۃ (فارسی عربی) غیر مطبوعہ

۵۔ جمع الاحادیث الاربعین فی ابواب علوم الدین (عربی) غیر مطبوعہ

۶۔ رسالہ اقسام الحدیث (عربی) غیر مطبوعہ

۷۔ رسالہ شب برات (فارسی) غیر مطبوعہ

۸۔ ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ (عربی) مطبوعہ

۹۔ الاکمال فی اسماء الرجال (عربی) غیر مطبوعہ

۱۰۔ شرح سفر السعادت (فارسی) مطبوعہ

۱۱۔ اسماء الرجال والرواۃ المذکورین فی کتاب المشکوٰۃ (عربی) غیر مطبوعہ

۱۲۔ تحقیق الاشارۃ فی تعمیم البشارۃ (عربی) غیر مطبوعہ

۱۳۔ ترجمہ مکتوب النبی (عربی) مطبوعہ

یہاں صرف حضرت شیخ کی درج ذیل تصانیف کا تعارف پیش خدمت ہے:

۱۔ اشعۃ اللمعات فی شرح المشکوٰۃ ۲۔ لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح ۳۔ جامع البرکات منتخب شرح المشکوٰۃ ۴۔ ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ، ۵۔ الاکمال فی اسماء الرجال ۶۔ شرح سفر السعادت

۱؎ تذکرہ ابوالکلام ۲؎ اتحاف النبلاء

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

اشعۃ اللمعات فی شرح المشکوٰۃ :

فارسی زبان میں مشکوٰۃ کی نہایت جامع اور مکمل شرح ہے۔ شیخ محدث نے ۱۰۱۹ھ میں لکھنی شروع کی اور ۱۰۲۵ھ میں ۶ سال میں شرح مکمل ہوئی۔

اور اس شرح کا لکھنے کا خیال جن حالات میں پیدا ہوا اس کے متعلق حضرت شیخ فرماتے ہیں :

"بعد از رجوع از حرمین شریفین زادہما اللہ تشریفاً و تعظیماً و حصولِ اجازت روایت حدیث از مشائخ آں دیار شریف چوں توفیق و تائید الٰہی تعالیٰ دستگیری کرد و در خدمت ایں علم شریف در مقام استقامت بنشاند خواست کہ کتاب مشکوٰۃ المصابیح را کہ دریں روزگار بسمت تداول و اشتہار موسوم است شرح کند و از خواہد آنچہ کہ در کتب قوم دیدہ و از مشائخ وقت شنیدہ بانخاطر فاترو رسیدہ بطالبان برساند" [1]

اشعۃ اللمعات ۴ جلدوں میں مطبع نولکشور لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔ ان چار جلدوں میں مضامین کی ترتیب یہ ہے :

جلد اول میں علم حدیث و محدثین پر ۳۹ صفحات کا ایک مقدمہ ہے۔ جس میں علم حدیث اور اقسام حدیث پر نہایت عالمانہ اور بصیرت افروز انداز میں تبصرہ کیا گیا ہے اور امام بخاریؒ (م ۲۵۶ھ) امام مسلمؒ (م ۲۶۱ھ) امام ابوداؤد سجستانی (م ۲۷۵ھ) امام ترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) امام نسائیؒ (م ۳۰۳ھ) امام ابن ماجہ (م ۲۷۳ھ) امام مالکؒ (م ۱۷۹ھ) امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ)، امام احمد بن حنبلؒ (م ۲۴۱ھ) امام دارمیؒ (م ۲۵۵ھ) امام دارقطنیؒ (م ۳۸۵ھ) امام بیہقیؒ (م ۴۵۸ھ) امام رزینؒ (م ھ) امام نووی (م ۶۷۶ھ) اور امام ابن جوزیؒ (۵۹۸ھ) کے مختصراً حالات لکھے ہیں [2]

اس مقدمہ کے علاوہ پہلی جلد میں مشکوٰۃ کی مندرجہ ذیل پانچ کتابوں کا ترجمہ ہے :

۱۔ کتاب الایمان ۲۔ کتاب العلم ۳۔ کتاب الطہارۃ ۴۔ کتاب الصلوٰۃ ۵۔ کتاب الجنائز۔

جلد دوم میں چھ کتابیں ہیں۔

---

[1] اشعۃ اللمعات ص ۲ مطبع نولکشور لکھنؤ [2] سیرۃ ائمہ اربعہ ص ۴

[3] یہ مقدمہ علیحدہ بھی ۱۲۰۵ھ میں مطبع اعظم جون پور سے شائع ہوا۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

۱۔ کتاب الزکوٰۃ ۲۔ کتاب الصوم ۳۔ کتاب فضائل القرآن ۴۔ کتاب الدعوات ۵۔ کتاب اسماء اللہ تعالیٰ ۶۔ کتاب المناسک۔

جلد سوم میں ۹ کتابیں ہیں:

۱۔ کتاب البیوع ۲۔ کتاب العتق ۳۔ کتاب الحدود ۴۔ کتاب الامارۃ والقضاۃ ۵۔ کتاب الجہاد ۶۔ کتاب الصید والذبائح ۷۔ کتاب الاطعمہ ۸۔ کتاب اللباس ۹۔ کتاب الطب والرقی۔

جلد چہارم میں دو کتابیں ہیں:

۱۔ کتاب الآداب ۲۔ کتاب الفتن۔

چاروں جلدیں ۲۶۵۵ صفحات پر مشتمل ہیں اور اس میں حضرت شیخ نے مشکوٰۃ کی شرح کا حق پوری طرح ادا کیا ہے۔

اشعۃ اللمعات کے قلمی نسخے حبیب گنج علی گڑھ، اسلامیہ کالج پشاور، ایشاٹک سوسائٹی کلکتہ، بانکی پور اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں موجود ہیں۔ ان سب نسخوں میں سب سے قدیم نسخہ حبیب گنج علی گڑھ مولانا حبیب الرحمٰن خان شروانی (م ۱۳۷۰ھ) کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح:

یہ مشکوٰۃ کی عربی زبان میں شرح ہے۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں:

"شیخ محدث جب اشعۃ اللمعات کی تصنیف میں مصروف تھے تو بعض مضامین ایسے بیش آئے جن کی تشریح کو فارسی میں مناسب نہ سمجھا۔ فارسی عوام کی زبان تھی۔ بعض مباحث میں عوام کو شریک کرنا مصلحت کے خلاف تھا۔ لہٰذا جو باتیں فارسی میں قلم انداز کر دی تھیں وہ عربی میں بیان کر دیں۔"[۱]

حضرت شیخ نے ۱۰۲۵ھ میں لمعات التنقیح مکمل کی تھی۔ اشعۃ اللمعات کی طرح اس کا بھی عربی میں ایک مقدمہ تحریر کیا ہے۔ لمعات التنقیح تو ابھی تک غیر مطبوعہ ہے مگر اس کا مقدمہ علیحدہ طبع ہو چکا ہے۔

[۱] حیات شیخ عبد الحق محدث دہلوی ص ۱۶۸

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

جامع البرکات منتخب شرح المشکوٰۃ:

یہ فارسی زبان میں شرح مشکوٰۃ کا خلاصہ ہے اور اس کے متعلق حضرت شیخ خود فرماتے ہیں:

"مجموعہ آمدہ است شامل فوائد کثیرہ وعوائد عزیزہ در ہر باب یک دو متن ذکر کردہ و باقی احادیث بر مضامین آں اختصار کردہ واختصار نمودہ شدہ است۔" [1]

ماثبت بالسنۃ فی ایام السنۃ:

یہ رسالہ عربی میں ہے اور اس میں ماہِ محرم سے ذی الحجہ تک کے ان تمام مناسک کا تفصیلی ذکر ہے جو حدیث سے ثابت ہیں۔ عاشورہ محرم کے بارے میں جو صحیح احادیث ہیں ان کو نقل کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی ان تمام بدعات کا رد کیا گیا ہے جو محرم میں ہوتی ہیں اور ان تمام احادیث پر تنقید و تبصرہ کیا گیا ہے جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے متعلق ہیں۔

شعبان، رمضان، شوال اور ذوالحجہ میں روزہ تراویح عید الفطر، حج وغیرہ کے متعلق سب احادیث کو جمع کر دیا گیا ہے اور ماہِ ربیع الاول کے مذہبی مناسک میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ پر ایک مختصر نوٹ درج کیا گیا ہے۔

یہ کتاب ۱۲۵۳ھ میں کلکتہ سے، ۱۳۰۷ھ میں لاہور سے اور ۱۳۰۹ھ میں دہلی سے شائع ہوئی۔

الاکمال فی اسماء الرجال اور اسماء الرجال والرواۃ المذکورین فی کتاب المشکوٰۃ:

حضرت شیخ کی یہ کتاب عربی میں ہے۔ اس کتاب میں مشکوٰۃ کے سب راویان حدیث کے نام یکجا کر دیے گئے ہیں۔ شروع میں خلفائے راشدین کا ایک طویل تذکرہ ہے اس کے بعد اہل بیت کا ذکر ہے۔

پھر راویانِ حدیث کے حالات بحروفِ تہجی ترتیب دیے گئے ہیں۔ یہ کتاب ابھی تک غیر مطبوعہ ہے اور اس کا قلمی نسخہ بانکی پور کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

---

[1] فہرس التوالیف بحوالہ حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۱۷۰

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

magazine.mohaddis.com

شرح سفر السّعادۃ :

سفر السعادۃ مولانا مجد الدین فیروز آبادی صاحب قاموس کی تصنیف ہے۔ اس میں آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وُہ احادیث، جو عبادات احوال و معاش سے متعلق ہیں جمع کی گئی ہیں۔

شرح سفر السعادت ۳ حصّوں پر منقسم ہے۔

پہلے حصّہ میں مولانا فیروز آبادی کی بیان کردہ احادیث پر محدثانہ انداز میں بحث کی گئی ہے اور ہر ایک حدیث کے اسناد و رجال کو معلوم کیا گیا ہے۔

دوسرے حصّہ میں مجتہدین پر بحث ہے اور یہ کتاب کا خاص حصّہ ہے۔

تیسرے حصّہ میں شرعی احکام کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

جس وقت شیخ نے یہ شرح لکھنی شروع کی تھی۔ یہ خیال تھا کہ شاید زندگی وفا نہ کرے اور میں یہ شرح مکمل نہ کر سکوں اس لیے اپنے فرزند شیخ نور الحق کو وصیت کی۔

"وصیت می کنم فرزند عزیز نور دیدہ دانش و بینش نور الحق را کہ وجود ثانی و مقصود اوّلی من است ایں مہم را صورت ریزی"۔[۱]

شرح سفر السعادۃ $\frac{۱۲۵۲ھ}{۱۸۳۶ء}$ میں کلکتہ سے اور ۱۸۷۵ء، ۱۸۸۵ء اور ۱۹۰۳ء میں لکھنؤ سے شائع ہوئی۔[۲]

وفات :

۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ کو آپ نے ۹۴ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون!

(جاری ہے)

---

۱ شرح سفر السعادۃ ص ۳ ۲ حیات شیخ عبد الحق محدث دہلوی ص ۱۷۴۔

قارئین توجہ فرمائیں گے

جن حضرات کا سالانہ زرِ تعاون ختم ہو چکا ہے ان کو اطلاعی خطوط روانہ کر دیے گئے ہیں۔ اب وہ براہ کرم اپنا زرِ سالانہ بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمائیں۔ ایک ماہ انتظار کے بعد آئندہ شمارہ ان کے نام بذریعہ وی پی روانہ کر دیا جائے گا ——— آئندہ خریداری جاری نہ رکھنے کی صورت میں دفتر کو فی الفور مطلع فرمائیں۔ شکریہ! ——— (مینجر)

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام ملت اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

Regd. No. L. 7895 Phones : 852897 - 63210

Monthly MOHADDIS Lahore-14

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

★ عناد اور تعصب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں —— لیکن تعصبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیمِ اُمت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

★ علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی اِرتقا کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں —— لیکن قدیم علوم اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

★ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے —— لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا، حمیتِ دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

★ تبلیغِ دین اور نشر و اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے —— لیکن حرام و حلال کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی رُوح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

★ آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے —— لیکن

ع جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

★ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے —— لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

◎

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو :

مُحدّث

کا مطالعہ فرمایئے۔ آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزیّن پائیں گے ان شاء اللہ۔ کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

زرِ سالانہ /۲۰ روپے فی پرچہ ۲ روپے